عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۴ | ۱۶ تا ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۲

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت و محبت

سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام

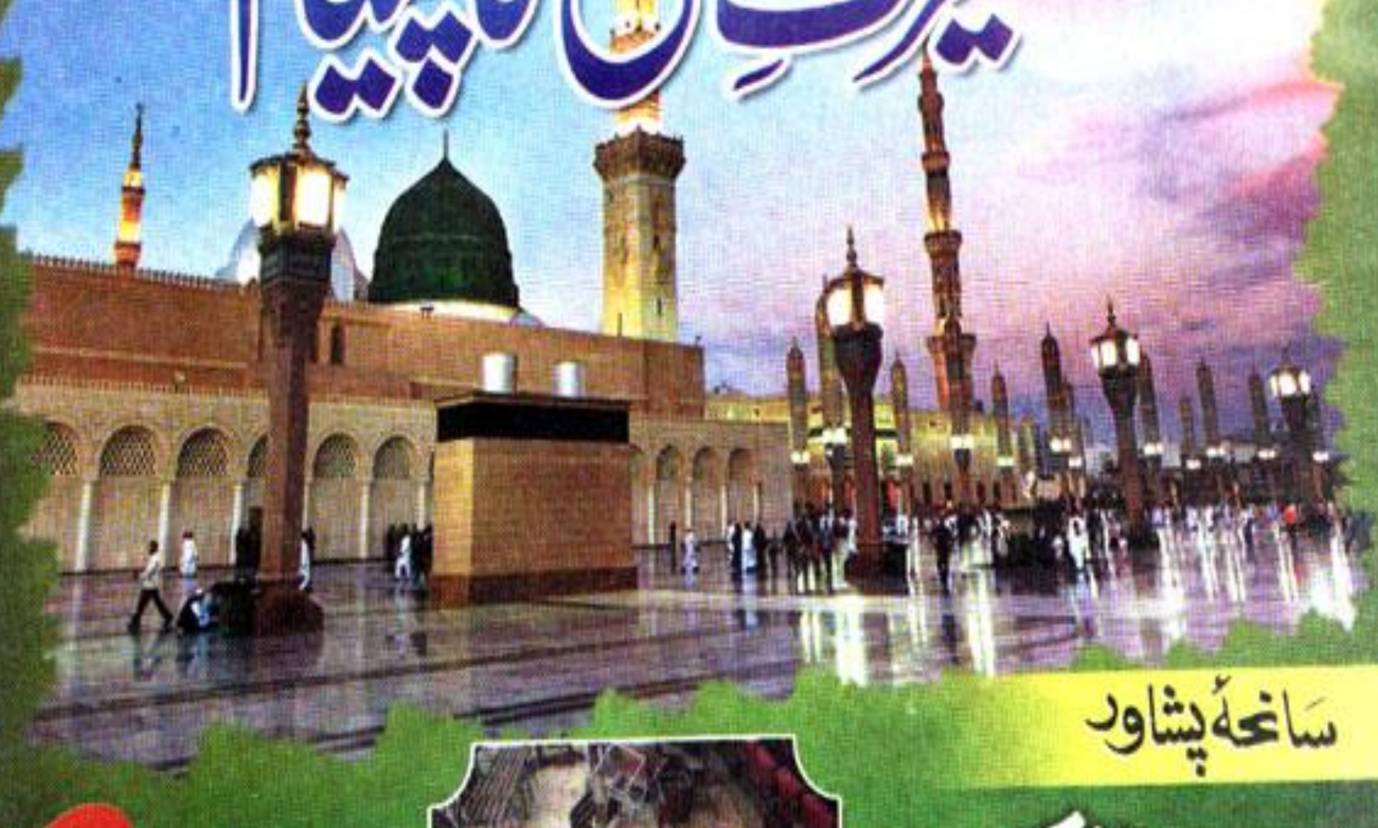

سانحۂ پشاور

اس آگ کو سب مِل کر بجھائیں

برداشت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

مرحوم صاحبزادگان کے ترکہ میں والدہ کا حصہ

س:...... والد صاحب مرحوم کا انتقال عرصہ ۲۰ سال پیشتر ہوا تھا، ان کی وراثت کی تقسیم والدہ صاحبہ جو حیات ہیں اوران کے سات بیٹے اور پانچ بیٹیاں (جو اس وقت سب ہی حیات تھے) کے درمیان بخیر انجام پاگئی تھی، اب موجودہ صورت حال یہ ہے کہ والدہ صاحبہ کے تین صاحبزادگان وفات پاچکے ہیں ان کے ترکے میں والدہ محترمہ کا جوحق وراثت بنتا ہے وہ ابھی تصفیہ طلب ہے۔ والدہ محترمہ کی عمر ۸۵ اور ۹۰ سال کے درمیان ہے وہ یادداشت کمزور اور بیماری میں مبتلا رہ کر اپنے فیصلے (مناسب) کرنے کی حیثیت میں نہیں ہیں، ان کی ذاتی ملکیت میں ان کے زیورات، نقد واثاثہ جات کے بارے میں شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں (سوال مختصر کردیا گیا)۔

ج:...... ۱ تا ۴: جب اولاد کا انتقال ہوجائے اور ماں باپ میں سے کوئی ایک یا دونوں زندہ ہوں تو وہ بھی ترکہ میں حصہ دار بنتے ہیں والدہ اپنے فوت شدہ بچوں میں سے ہر ایک کے ترکہ کی وارث ہوں گی، اپنے حصہ کے مطابق جو کہ کل ترکہ کا چھٹا حصہ ہے، مرحومین کے دیگر ورثا کو چاہئے کہ وہ مرحوم کی والدہ کو ضرور حصہ ادا کریں ورنہ جو لوگ حصہ نہیں دیں گے یا ٹال مٹول سے کام لیں گے وہ عنداللہ مجرم اور ظالم و غاصب شمار ہوں گے۔ حصہ دار کو ترکہ میں سے حصہ ادا کرنے میں بلاوجہ تاخیر کرنا بھی شدید گناہ ہے۔

۵:... مرحوم کی والدہ کے حصہ کا تعین کرکے اگر کچھ نقد ادا کردیا گیا ہے تو بقیہ حصہ قرض کے طور پر دیگر ورثا کے ذمہ لازم ہوگیا۔ لہٰذا وہ بقیہ حصہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے جو کہ متعین کیا گیا تھا اور اگر کسی نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا تو آج کی قیمت کے حساب سے حصہ ادا کریں۔

۶:... جو سونا کاروبار کے لئے دے دیا وہ تو سرمایہ کی شکل میں تبدیل ہوگیا، اب اس کاروبار میں جو بھی نفع ونقصان ہوگا اپنے حصے کی شرکت کی مناسبت سے آپ کی والدہ اس کی حق دار ہوں گے۔ اسی طرح اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو اس کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔

۷:... والدہ کی عمر زیادہ ہوجانے کی وجہ سے اگر وہ اپنے معاملات صحیح طور سے انجام نہیں دے سکتیں تو پھر باہمی رضامندی سے کسی ایک کو ان کی تمام دیکھ بھال اور مالی معاملات کا ذمہ دار بنادیا جائے جو انصاف اور امانت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اس کام کو انجام دے۔ ان کی مالیت پر زکوٰۃ کی ادائیگی، روزہ وغیرہ کا فدیہ یا دیگر ضروریات پوری کرے اور ان کی سرمایہ کی حفاظت کرے۔

۸:... اپنی مرحوم اولاد کی طرف سے والدہ کو ترکہ میں جو چھٹا حصہ ملنا چاہئے، متعلقین کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ ادا کریں ورنہ وہ گناہ گار اور اللہ کے مجرم ہوں گے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴　۱۶تا۲۳ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۸تا۱۵جنوری ۲۰۱۵ء　شمارہ:۲

اس شمارے میں!

سانحہ پشاور..... قومی المیہ!	۴	محمد اعجاز مصطفی
اس آگ کو سب مل کر بجھائیں!	۷	مولانا محمد زاہد مدظلہ
رحمت دو عالم ﷺ کی شفقت ومحبت	۹	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
سیرت مصطفی ﷺ کا پیغام	۱۱	ڈاکٹر رخسانہ جبیں
قادیانی نظریات... ملا علی قاریؒ کی عدالت میں (۲)	۱۶	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۳۸)	۱۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مسلمانوں کی محبت آقا مدنی ﷺ سے	۲۱	شمس الحق ندوی
برداشت	۲۳	مولانا حافظ گلزار احمد آزاد
تحریک ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک (۱۲)	۲۵	سعود ساحر

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

ڈیزائن وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفی

اداریہ

سانحہ پشاور... قومی المیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۶؍دسمبر۲۰۱۴ء کو پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر عین اس وقت جب کہ اسکول میں ایک تقریب جاری تھی، دہشت گردوں نے حملہ کرکے ۱۴۳؍افراد کو شہید کردیا، جن میں ۱۳۲؍طلبا کے علاوہ عملہ اور اساتذہ بھی شامل ہیں۔ اس حملے کے فوری بعد وزیر اعظم محمد نواز شریف صاحب پشاور پہنچے اور تمام سیاسی جماعتوں کی ایک کانفرنس بلائی، جس میں تمام سیاستدانوں نے متحد ہوکر اس سانحہ میں ملوث دہشت گردوں اور ان کے ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا۔ اسی طرح پاکستان بھر کی تمام مذہبی تنظیموں اور دینی اداروں کے سربراہوں نے بھی اس سانحہ پشاور کی اپنے اپنے بیان میں سخت الفاظ میں مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ تعلیم وتعلم میں مصروف اور مشغول ان معصوم بچوں کے قتل میں ملوث افراد کو پکڑ کر ان کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ اس واقعہ کی اطلاع ہوتے ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے یہ بیان جاری کیا:

’’.....وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری اور مولانا انوارالحق نے سانحہ پشاور کے حوالے سے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ سانحہ پشاور پوری قوم کے لئے المناک سانحہ ہے اور پاکستان کی تاریخ میں اس قسم کے المناک اور انسانیت سوز سانحے کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے سانحہ پشاور میں شہید ہونے والے بچوں کے لواحقین کے ساتھ تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا اور کہا کہ پوری قوم ان کے دکھ میں برابر کی شریک ہے.....‘‘

(روزنامہ امت کراچی، ۱۷؍دسمبر۲۰۱۴ء)

اسی طرح دارالعلوم کراچی کے صدر اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دوسری جماعتوں کا مشترکہ بیان روزنامہ امت نے زیریں الفاظ میں شائع کیا:

’’کراچی (اسٹاف رپورٹر) مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام، مذہبی جماعتوں نے سانحہ پشاور کی انتہائی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ معصوم بچوں کے بے رحمی سے قتل عام کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، پاکستان کے سب سے بڑے مدرسے جامعہ دارالعلوم کے سربراہ و معروف علماء مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی و دیگر اساتذہ حدیث و مفتیان کرام نے پشاور کے آرمی پبلک اسکول میں بچوں کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے وہ درحقیقت طالبان نہیں، بلکہ ظالمان ہیں۔ ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ یہ حرکت ادنیٰ درجے کا مسلمان بھی نہیں کرسکتا۔ اسلام نے عین جنگ کی حالت میں بھی کافر بچوں و عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھانے کی تعلیم دی ہے۔ دہشت گردوں نے معصوم بچوں کو درندگی سے وحشیانہ انداز میں شہید کیا، اگر یہ لوگ طالبان اور علم دین کے پڑھنے والے ہوتے تو کبھی یہ حرکت نہ کرتے۔ پشاور کے دردناک و شرمناک سانحے سے ہر انسان کا دل لرز اٹھا، اس واقعے سے پوری قوم پر بہت بڑا دھبہ لگا، یہ دہشت گرد نہ جانے کس کے اشارے پر مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کررہے ہیں؟ خطبہ جمعہ

الوداع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وصیت کی تھی کہ: ’’میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔‘‘ علماء نے کہا کہ مسلمانوں کا باہمی قتال کافروں والا کام ہے، کوئی قوم جس میں ذرا بھی انسانیت ہو وہ بچوں کے قتل پر بہادری نہیں جتاتی۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ دہشت گردوں، ظالموں کا خاتمہ فرمائے، زخمیوں کو صحت کاملہ دے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد سلیمان یوسف بنوری، مولانا امداداللہ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی عبداللہ و دیگر علماء کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں سانحہ پشاور کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے اسے انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ قرار دیا ہے۔ حکومت سفاک قاتلوں کے سرپرستوں اور منصوبہ سازوں کو بے نقاب کرکے ان کو سخت سزا دے۔ بدھ کو تنظیم المدارس اہلسنت سے متصل مدارس میں سانحہ پشاور میں شہید ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی و اجتماعی دعا کا اہتمام کیا گیا۔ ایک مشترکہ بیان میں تنظیم المدارس اہلسنت کے صدر مفتی منیب الرحمٰن، ناظم اعلیٰ صاحبزادہ علامہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، ناظم امتحانات علامہ غلام محمد سیالوی کا کہنا ہے کہ پشاور اسکول پر حملہ کرنے والے دہشت گرد اور ان کے معاون انتہائی سفاک و انسانیت کے دشمن ہیں، سانحے کے لئے ۱۶؍دسمبر کی تاریخ کا انتخاب مخصوص ذہنیت و پاکستان دشمنی کی علامت ہے، یہ پوری قوم پر حملہ ہے۔ مجلس صوت الاسلام کے چیئرمین مفتی ابوہریرہ محی الدین نے کہا ہے کہ پشاور میں وحشت و بربریت کی رقم ہونے والی داستان صدیوں نہیں بھلائی جاسکے گی، قومی و عسکری قیادت کا ایک جگہ جمع ہونا قوم کے لئے حوصلہ افزا ہے۔ جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم نے کہا ہے کہ بچوں کے قاتل قدرت کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ اہل سنت والجماعت کے سرپرست اعلیٰ علامہ محمد احمد لدھیانوی و صدر علامہ اورنگزیب فاروقی نے سانحہ کے خلاف جمعہ کو یوم دعا منانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ان کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ جے یو پی کے شاہ محمد اویس نورانی صدیقی کا کہنا ہے کہ پشاور میں افغانستان سے ہونے والی طالبان کی جارحیت میں بھارت کو نظر انداز نہ کیا جائے، یہ سقوط ڈھاکہ کے بعد کا سنگین ترین سانحہ ہے۔ جے یو آئی کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل اسلم غوری نے سانحہ پشاور کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایسے واقعات کو اسلام کے ساتھ منسلک کرنا سازش ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے کہا ہے کہ بچوں کا قتل عام کرنے والے اسلام اور انسانیت کے دشمن ہیں۔‘‘

(روزنامہ امت کراچی، ۱۸؍دسمبر ۲۰۱۴ء)

اسی طرح جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے اس سانحہ کی مذمت میں کئی بیان جاری ہوئے۔ ۱۹؍دسمبر ۲۰۱۴ء روزنامہ جنگ کراچی میں آپ کا درج ذیل بیان چھپا:

’’جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ نونہالوں کو خون آلود مستقبل دینے پر ہم شرمندہ ہیں، معصوم بچوں کے لہو سے ہولی کھیلنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں، سانحہ پشاور کے بعد طالبان سے مذاکرات نہیں ہوسکتے۔ طالبان نے مذاکرات کا راستہ خود ہی بند کردیا ہے، ان کے اس طرز عمل کو جہاد نہیں کہا جاسکتا، دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے مشترکہ حکمت عملی بنانی ہوگی، ملک میں اب افراتفری کی گنجائش نہیں ہے۔ دورۂ یورپ کے بعد وطن واپسی پر جمعرات کو پشاور میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملکی قیادت کو ایک پیج پر کھڑا ہونا پڑے گا، قومی یکجہتی سے ہی بچوں کے خون کا حق ادا کرسکتے ہیں۔ سفاک قاتلوں نے ہمارے بچوں کو چھین لیا ہے، سانحہ پشاور تاریخ کا سیاہ ترین واقعہ ہے، شہداء کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور زخمیوں کی صحت یابی کے لئے دعا کرتے ہیں، ہم شرمندہ ہیں کہ بچوں کو خون آلود مستقبل کے حوالے کیا.....‘‘

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر و مولانا خواجہ عزیز احمد نے ان الفاظ میں سانحہ پشاور کی مذمت کی:

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے پشاور میں آرمی پبلک اسکول کے بچوں اور اساتذہ پر دہشت گردوں کی سفاکانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں نے پاکستان کے دل پر وار کیا ہے اور ڈیڑھ سو معصوم بچوں کو خون میں نہلا دیا ہے۔ اپنے مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ سانحہ پشاور کا سیاہ ترین واقعہ اور بزدلانہ کارروائی ہے، بچوں کو شہید کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں، معصوم بچوں پر ظلم وتشدد کرنے والے انسانیت کے بدترین دشمن ہیں، ایسی ظالمانہ کارروائیاں کرنے والے عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے، سانحہ میں ملوث افراد کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ پشاور واقعہ کی آڑ میں دینی طبقہ، مدارس اور مساجد کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کرکے انہیں بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے جسے کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ مساجد، مدارس اور علماء کرام نے ہمیشہ امن ومحبت کا پیغام دیا ہے، ان کا تخریب کاری اور دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ مساجد اور مدارس شعائر اللہ میں سے ہیں، ان کا ادب واحترام کرنا سب مسلمانوں پر ضروری ہے....." (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۳ر دسمبر ۲۰۱۴ء)

خلاصہ یہ کہ تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں نے اس سانحہ کی شدید الفاظ میں مذمت کی، جس کا اقرار پاکستان کے وزیر داخلہ جناب چوہدری نثار نے بھی ۲۲ر دسمبر کو اپنی پریس کانفرنس میں کیا، لیکن اس کے باوجود بعض افراد اس سانحہ کی آڑ میں، مدارس، مساجد اور علمائے کرام کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں، اس بارہ میں روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب انصار عباسی صاحب نے ۲۲ر دسمبر ۲۰۱۴ء کے کالم میں اچھا جواب دیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"..... گویا اب ایک ایسا ماحول بنائے جانے کی کوشش کی جارہی ہے جہاں اسلامی جماعتوں، اسلامی سوچ رکھنے والوں، دائیں بازو کی جماعتوں، دینی مدارس وغیرہ سب کو دہشت گردی کرنے والے طالبان کے ساتھ جوڑا جارہا ہے۔ ان فتنہ بازوں سے میری درخواست ہے کہ ماضی میں ذرا جھانک کر دیکھیں اور جواب تلاش کریں کہ طالبان کو کس نے اور کب بنایا تھا، جس نے ان کا تحفظ کیا اور انہیں اپنے اسٹریٹیجک ڈیپتھ کے طور پر استعمال کیا، کس نے کب کب تحریک طالبان پاکستان کے ساتھ معاہدے کئے، کس نے کوئی چار دہائیاں پہلے "Strategic Depth" کی پالیسی اختیار کی، کس نے کبھی تو افغانستان میں لڑنے والوں کو جہادی کہا اور کبھی دہشت گرد کہا، کس نے آنکھیں بند کرکے امریکا کو اپنا سب کچھ بیچ دیا، کس نے دینی مدارس پر امریکی ڈرون اور میزائل حملوں (جس میں درجنوں بچے شہید ہوئے) کو پاک فوج کی کارروائی قرار دے کر اپنی ہی فوج پر حملوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کروادیا۔ ان تمام سوالوں کے جواب تلاش کرتے وقت آپ کو کہیں نہ عمران خان ملے گا، نہ سراج الحق، نہ مولانا فضل الرحمٰن اور نہ نواز شریف۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ تو ان تمام رہنماؤں کی پاکستان سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ انہوں نے ماضی کو بھلاکر، کسی کی بھی غلطیوں کوتاہیوں کا ذکر کئے بغیر پاکستان کے مستقبل اور پشاور سانحہ جیسے سفاکانہ واقعات کی آئندہ روک تھام کے لئے حکومت اور فوج کی مکمل حمایت کی بات کی۔ ان میں سے کسی نے کبھی بھی دہشت گردی کی کبھی بھی حمایت نہیں کی، ان کا "جرم" صرف یہ تھا کہ وہ مشرف کی نائن الیون کے نتیجہ میں بنائی جانے والی پالیسیوں اور اقدامات کے خلاف رہے، جس کے نتیجہ میں ہمیں دہشت گردی کا یہ فتنہ ملا......" (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۲ر دسمبر ۲۰۱۴ء)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سانحہ میں شہید ہونے والے طلبا کو جنت الفردوس نصیب فرمائے، ان کے والدین اور خاندان والوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارے ملک پاکستان کو ہر قسم کی دہشت گردی اور فتنہ انگیزی سے محفوظ فرمائیں اور تمام پاکستانیوں کو اپنے ملک وملت کی حفاظت اور مدد و نصرت کے لئے متحد ویکجا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

سانحہ پشاور

اِس آگ کو سب مل کر بجھائیں!

مولانا محمد ازہر

زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے لیکن بعض سانحات اس قدر المناک، روح فرسا اور درد انگیز ہوتے ہیں کہ زبان دل کی حالت زار بیان کرنے سے قاصر اور درماندہ ہوتی ہے۔ اس حالتِ درد و بے کسی میں صرف آنکھیں ہی ہیں جو کسی حد تک دل داغدار کی نمائندگی کرتی ہیں۔

جوئے خون آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شام فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

بلاشبہ پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر دہشت گردوں کا حملہ ایک سانحہ ہے، جس نے حساس دلوں سے قوت گویائی کو چھین لیا ہے اور آنسو بہانے کے سوا اظہار غم کا اور کوئی قرینہ نظر نہیں آتا۔ اس حملے میں ۱۳۲ بچوں سمیت ۱۴۱ بے گناہ شہید ہوئے اور ۱۲۴ سے زائد افراد زخمی ہیں۔ اس سانحہ کو ملکی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیا جارہا ہے۔ سفاک قاتلوں نے دہشت گردی کے لئے ایک ایسے دن کا انتخاب کیا جس دن قوم سقوط مشرقی پاکستان کے حوالے سے بھی دل گرفتہ وغمزدہ ہوتی ہے، یوں اس سانحہ کا غم دوچند اور زخم مزید گہرا ہوگیا ہے۔ معصوم طلبا پر اس بزدلانہ حملے کے خلاف پوری قوم متحد و یک زباں ہے۔ ملک کے مذہبی، سیاسی اور سماجی طبقوں نے باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس ظالمانہ فعل کی شدید مذمت کی ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی عہدیداروں، قائدین مجلس علمائے اسلام (مسلک اہل سنت والجماعت دیوبند سے وابستہ جماعتوں کے اتحاد) مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق اور مولانا محمد احمد لدھیانوی ودیگر نے اس دل خراش سانحہ کو اسلامی و انسانی تعلیمات وروایات کے خلاف قرار دیا ہے اور قوم کے ساتھ تین روزہ سوگ میں شرکت کا اعلان کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب و معاشرہ معصوم بچوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا، جن سفاک قاتلوں نے اس ظالمانہ اور انسانیت سوز فعل کا ارتکاب کیا ہے وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ ان مجرموں کے علاوہ ان خفیہ چہروں کو

> **اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مشکلات کی اصل بنیاد تلاش کرتا ہے اور اصل مرض کی تشخیص کرکے اس علاج کی طرف اولین توجہ دیتا ہے**

بے نقاب کرنا بھی ضروری ہے جو مقامی عناصر کو اپنے مذموم مقاصد اور پاکستان کو کمزور اور غیر محفوظ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ اقوام متحدہ، امریکا، یورپی یونین، بھارت، جرمنی، فرانس، افغانستان، ایران، چین اور برطانیہ سمیت مختلف ممالک اور عالمی شخصیات نے ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے اور اس حملے کو وحشیانہ اور غیر انسانی قرار دیا ہے لیکن ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ خطے میں ہمارے اردگرد ایسی طاقتیں موجود ہیں جنہیں پاکستان کی ترقی، استحکام اور مامون ومحفوظ ہونا پسند نہیں۔ ہمارے پڑوس افغانستان میں نیٹو افواج اور طالبان ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں، دوسری طرف بھارت خطے میں برتری حاصل کرنے کے لئے کئی خفیہ اور اعلانیہ ایجنڈوں پر عمل پیرا ہے۔ امریکی اور بھارتی خفیہ ایجنسیوں کے مقامی افراد کے ساتھ ساز باز اور تعلقات کے واقعات منظر عام پر آچکے ہیں۔ اس لئے اندرونی دشمنوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اسلام دشمن بیرونی طاقتوں سے بھی ملکی سلامتی کے لئے چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔

دہشت گردوں کے اس حملے نے اس حقیقت کو بالکل عیاں کردیا ہے کہ ان حملہ آوروں کا اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور کا تعلق بھی نہیں، ان میں سے اگر کوئی اسلام کا نام استعمال کرتا ہے تو وہ پوری قوم کے ساتھ خود کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عین حالتِ جہاد میں کافروں کے بے گناہ بچوں کا قتل بھی حرام ہے۔ حدیث کی تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات وارشادات موجود ہیں۔ ابوداؤد شریف میں روایت ہے:

”قد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان واصحاب الصوامع من الرجهان المنقطعين للعبادة۔“

ترجمہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

(حالت جہاد میں بھی) عورتوں، بچوں اور عبادت گاہوں میں مصروف عبادت افراد کے قتل سے منع فرمایا ہے۔"

مسند احمد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر روانہ کرتے وقت ارشاد فرمایا: "لاتقتلوا الذریۃ فی الحروب۔"... لڑائی میں چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرنا... کسی شخص نے اس پر سوال کیا: "اولیس ھم اولاد المشرکین"... کیا وہ مشرکین کی اولاد نہیں ہیں؟... (یعنی ان کا قتل جائز ہونا چاہئے) اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اولیس خیارکم اولاد المشرکین"... کیا تمہارے بہترین لوگ بھی مشرکین کی اولاد نہ تھے؟...

اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ غیر محاربین عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور عبادت میں مصروف افراد کو قتل کرنا ناجائز وحرام ہے۔

تاہم شدید غم اور صدمہ کے اس موقع پر بھی اس حقیقت کا اعادہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان اسباب و محرکات پر بھی غور کیا جائے جو لوگوں کو دہشت گرد بناتے ہیں۔ بنیادی طور پر احساس محرومی، قانونی راستے سے حقوق کے تحفظ میں ناکامی اور حصول انصاف سے مایوسی اور ناامیدی دہشت گردی کو جنم دیتی ہے۔ غربت، استحصال اور معاشی محرومی بھی آتش انتقام کو بھڑکاتی ہے۔ قومی ناانصافی اور فرقہ واریت کی زیادتی بھی دہشت گردی کا سبب بن جاتی ہے۔ بدقسمتی و بے تدبیری کی وجہ سے یہ تمام محرکات ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مشکلات کی اصل بنیاد تلاش کرتا ہے اور اصل مرض کی تشخیص کر کے اس علاج کی طرف اولین توجہ دیتا ہے۔ عرب جاہلیت سے زیادہ دہشت گردی اور لاقانونیت شاید ہی تاریخ میں کہیں رہی ہو جہاں معمولی بات پر ایک سو بیس، بیس سال تک لڑائیاں جاری رہتی تھیں لیکن اسلام نے نہایت خوبی سے اس کا علاج کیا اور انہی لوگوں کو جن کی دہشت ضرب المثل تھی، پوری دنیا میں امن کا پیامبر بنا کر کھڑا کر دیا۔ اسلام کو یہ کامیابی اس لئے ملی کہ اس نے ان اسباب وعوامل پر توجہ دی جو انسان کو قتل وغارت گری اور دہشت گردی پر ابھارتے ہیں۔ سب سے زیادہ جو چیز انسان کو دہشت گردی پر ابھارتی ہے وہ معاشی محرومی کا احساس ہے۔ اسلام نے اولاً تو آخرت کا یقین پیدا کیا اور دنیا کی کلفتوں اور لذتوں کو ایک فانی اور آنے جانی چیز قرار دیا۔ جب انسان کے دل میں متاع دنیا کی محبت کم ہو جائے اور اس کی بے ثباتی کا یقین بیٹھ جائے تو وہ دنیا کی محرومی میں آخرت کی سرفرازی تلاش

> **اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال بھی ہمارے مالوں کی طرح اور ان کی جانیں بھی ہماری جانوں کی طرح محترم ہیں**

کرنے لگتا ہے، یہ احساس اسے اہل ثروت کے خلاف بغاوت پر نہیں اکساتا بلکہ وہ اپنے فقر وفاقہ اور افلاس میں ایک لذت اور حلاوت محسوس کرتا ہے۔ عہد نبوی میں بعض صحابہ کرام متمول اور خوش حال تھے جبکہ بعض پر فاقے گزر جاتے تھے لیکن اس عہد میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ معاشی طور پر کمزور افراد نے مالداروں کے خلاف کوئی جلوس نکالا ہو یا احتجاج کیا ہو، اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اسلام نے میراث، زکوٰۃ، صدقات کی فرضیت، سود کی حرمت اور ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کے ذریعے سے ایسا نظام وضع کر دیا تھا جو اہل دولت میں انفاق کا جذبہ پیدا کرتا تھا اور غرباء کو محرومی کے احساس سے محفوظ رکھتا تھا۔

معاشی عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ ایک مقدمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر فاطمہ (بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے گی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔"

اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال بھی ہمارے مالوں کی طرح اور ان کی جانیں بھی ہماری جانوں کی طرح محترم ہیں: "دماءھم کدمائنا واموالھم کاموالنا" ظاہر ہے کہ سیاسی، معاشی اور معاشرتی بے انصافیوں کے تدارک سے بھی دہشت گردی کی لعنت ختم کرنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

آرمی پبلک اسکول پشاور پر دہشت گردانہ حملہ کرنے اور کرانے والے اگر مسلمان ہیں تو انہیں یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسلام میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ ایک شخص کے جرم کا بدلہ دوسرے سے لیا جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ" (فاطر:۱۸) یعنی کوئی شخص دوسرے کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔

وطن عزیز میں اس وقت کئی ماہ سے جاری سیاسی بحران اور دھرنا سیاست بھی دہشت گردی کو فی الجملہ موقع فراہم کرتی ہے، اس لئے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اضافی ذمہ داریوں کے باعث پوری یکسوئی سے سیکورٹی فرائض انجام نہیں دے پاتے۔ اس ساری صورت حال میں یہ ایک پہلو قابل اطمینان ہے کہ تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں نے وزیر اعظم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اختلافات پس پشت ڈالتے ہوئے "آل پارٹیز کانفرنس" میں شرکت کی ہے۔ خدا کرے کہ قائدین ملک سے دہشت گردی کے قلع قمع کرنے اور وطن کو امن کا گہوارا بنانے میں کامیاب ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸ دسمبر ۲۰۱۴ء)

رحمت دو عالم ﷺ کی شفقت و محبت!

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد نرم دل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بہت جلد نم اور اشکبار ہو جاتیں، کمزور لوگوں اور بے زبان جانوروں تک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کا حکم فرماتے تھے، شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور نرم برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے اگر ذبح کرو تو اچھی طرح کرو، تم میں سے جو جانور ذبح کرنا چاہے وہ اپنی چھری پہلے تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام دے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک بکری زمین پر ذبح کرنے کے لئے لٹائی، اس کے بعد چھری تیز کرنا شروع کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: ''کیا تم اس کو دوبارہ مارنا چاہتے ہو؟'' اس کو لٹانے سے پہلے تم نے چھری تیز کیوں نہ کر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جانوروں کو چارہ پانی دینے کی ہدایت فرمائی اور ان کو پریشان کرنے اور ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کی ممانعت کی اور جانوروں کی تکلیف دور کرنے اور ان کو آرام پہنچانے کو باعث اجر و ثواب اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرار دیا اور اس کے فضائل بیان فرمائے۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ ایک شخص کہیں سفر پر تھا، راستہ میں اس کو سخت پیاس لگی، سامنے ایک کنواں نظر آیا وہ اس میں اتر گیا جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی شدت سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے اپنے دل میں کہا کہ پیاس سے جو میرا حال ہو رہا تھا یہی اس کا بھی ہے، وہ کنویں میں اترا اپنے چمڑے کے موزے پانی سے بھرے، پھر اپنے دانتوں سے ان کو دبایا اور اوپر آ کر کتے کو پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرما دی۔

لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بہائم اور جانوروں کے معاملے میں بھی اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اس مخلوق میں جو تر و تازہ جگر رکھتی ہے، اجر ہے۔

> **عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے اپنی بلی کو کھانا پانی دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض ہی سے اپنا پیٹ بھر لے۔**

عبداللہ بن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس بات پر عذاب دیا گیا کہ اس نے اپنی بلی کو کھانا پانی دیا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض ہی سے اپنا پیٹ بھر لے۔

سہیل بن عمروؓ (ایک روایت میں ہے، سہیل بن الربیع بن عمروؓ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے اونٹ پر ہوا جس کی پیٹھ لاغری کی وجہ سے اس کے پیٹ میں لگ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرو، ان پر سواری کرو تو اچھی طرح، ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کرو تو اس حالت میں کہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔''

عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے احاطہ میں داخل ہوئے، اس میں ایک اونٹ تھا اس نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب تشریف لائے اور اس کے کوہان اور کنپٹیوں پر اپنا دست مبارک پھیرا، اس سے سکون ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم اس جانور کے معاملے میں جس کا مالک اللہ تعالیٰ نے تم کو بنایا ہے، اللہ سے ڈرتے نہیں وہ مجھ سے شکایت کر رہا تھا کہ تم

اس کو تکلیف دیتے ہو اور ہر وقت کام میں لگائے رکھتے ہو۔"

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر تم کسی سرسبز جگہ جاؤ تو اونٹوں کو زمین پر ان کے حق سے محروم نہ کرو اور اگر خشک زمین میں جاؤ تو وہاں تیز چلو رات کو پڑاؤ ڈالنا ہو تو راستہ پر نہ ڈالو، اس لئے کہ وہاں جانوروں کی آمد و رفت رہتی ہے اور کیڑے مکوڑے وہاں پناہ لیتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ آپ ایک ضرورت کے لئے وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے تشریف لے گئے، اس درمیان ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی، اس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے دونوں بچے لے لئے، وہ یہ دیکھ کر اپنے پروں کو پھڑپھڑانے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ کس نے اس کے بچے چھین کر اس کو تکلیف پہنچائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے بچے واپس کرو۔ یہاں ہم نے چیونٹیوں کی ایک آبادی دیکھی اور اس کو جلا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ: "آگ سے عذاب دینے کا حق صرف آگ کے رب کو ہے۔"

خادم، نوکر اور مزدور کے ساتھ جو انسانوں کی طرح انسان ہیں اور جن کا اپنے مالک اور آقا پر احسان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن سلوک کی جو تعلیم دی ہے، وہ اس کے علاوہ ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو تم کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ، جو تم پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب میں مبتلا نہ کرو، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کیا ہے، یہ تمہارے بھائی، تمہارے خادم اور مددگار ہیں، جس کا بھائی اس کا ماتحت ہو اس کو چاہئے کہ جو خود کھاتا ہے وہی اس کو کھلائے، جو خود پہنتا ہے وہی اس کو پہنائے، ان کے سپرد ایسا کام نہ کرے جو ان کی طاقت سے باہر ہو، اگر ایسا کرنا ہی پڑے تو پھر ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں اپنے نوکر کو ایک دن میں کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستر مرتبہ۔ وہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ ☆☆☆

حالات حاضرہ میں

سیرت مصطفیٰ ﷺ کا پیغام

ڈاکٹر رخسانہ جبین

ربیع الاول کا مبارک مہینہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بکثرمحفلیں منعقد کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور اس کا بہت زیادہ شکر جو ہمیں یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں یہ محفل منعقد کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو یاد کریں اور ان سے روشنی حاصل کریں۔

اگر اس کو محسوس کیا جائے تو ایک بہت بڑی سعادت ہے، جس کو ملتی ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ وہ ذات ہے کہ جس پر خود اللہ تعالیٰ اور نبی اور فرشتے ہر وقت درود و سلام بھیج رہے ہیں: ''ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی'' وہ محتاج نہیں ہیں، اس بات کے کہ ہم ان کو یاد کریں، ان پر درود وسلام بھیجیں اور ہم ان کو یاد کریں گے تو ان کا ذکر بلند ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کا ذکر بلند کردیا: ''ورفعنا لک ذکرک'' یہ ہماری ایک ضرورت ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نسبت کا اظہار کرسکیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ قیامت والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اٹھ سکیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری شفاعت ہوجائے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا نام مسلمانوں میں لکھا جائے، ہم یہ چاہتے ہیں ہمارا نام عشق نبی کرنے والوں میں لکھا جائے۔

لہٰذا ذکر اور سیرت پاک کی یہ محفلیں ہماری ضرورت ہیں اور ہم اپنی ضرورت کے تحت یہ منعقد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرماتا ہے، اس کا کرم اور اس کا احسان ہے، اس کو ہم سمجھیں اور محسوس کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے، صرف مسلمانوں کے لئے نہیں۔ تمام کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنائے گئے تھے، چاہے وہ ایمان لائے یا نہیں لائے۔ مگر نبی سب کے لئے تھے، اس لئے کہ قیامت تک اور کوئی نبی نہیں آنا تھا۔

یہ مبارک سیرت کانفرنسیں منعقد کر کے ہر سال اس پیغام کو زندہ کیا جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں یہ محفلیں بہت بڑے پیمانے پر منعقد کی جاتی ہیں۔ ایک ایک محلے میں غالباً کوئی پندرہ بیس میلاد اور سیرت کے پروگرام ہوتے ہیں اور اگر پورے شہر یا پورے ملک کی بات کرتے ہیں تو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں میلاد، نعت خوانی، سیرت کانفرنسیں یا مختلف جو بھی نام اس کا رکھ لیں، کسی بھی نام سے یہ پروگرام کئے جاتے ہیں، لیکن دل پریشان ہوتا ہے اور آنکھیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں اور ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے کہ امت محمدیہ پر ان ساری سیرت کانفرنسوں، سارے جلسے اور ساری میلادیں کرنے کے باوجود پستی اور تنزل کیوں ہے؟ کیوں تاریکیاں چھارہی ہیں؟ دن بدن ایسا کیوں ہورہا ہے؟

پچھلے برسوں میں کافروں نے خاکے اڑائے اور پھر ۲۰۰۷ء میں اللہ کے قانون کا مذاق اور حدود اللہ کی تنسیخ مسلمان حکومت نے کردی، مٹھائیاں بانٹی گئیں، خوشیاں منائی گئیں۔

ایک پستی، ایک زوال جس کا شکار امت ہوگئی ہے، ایک کے بعد ایک فتنہ نازل ہورہا ہے، دل پریشان ہے، آنکھیں آسمان کی طرف اٹھتی ہیں۔

اے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! امت محمد پر یہ تاریکیاں کیوں چھارہی ہیں؟ یہ سفر پستیوں کی جانب کیوں تیز ہوگیا ہے؟ اور کیوں کافر ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں؟ کیوں عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی؟ ایک نہیں کتنے ہی ہلاکوؤں نے عراق کو تاخت و تاراج کردیا ہے۔

اے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کشمیر وفلسطین کی عورتیں بھی ہماری طرح عزت مآب تھیں، کیوں ان کی عزتیں لوٹی گئیں؟ کیوں ان کے سہاگ چھین لئے گئے؟ کیوں ان کے جوان بیٹے ان کے سامنے لہو میں نہلائے گئے؟

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے رب! باجوڑ کے مدرسہ میں ان حافظوں کا کیا قصور تھا؟ جن پر تہجد کے وقت آگ اور بارود برسادیا گیا اور ان کی تکہ بوٹی کردی گئی، ان کی میتیں جل کر بھسم ہوگئیں۔

اے رب! ہم تو ہر سال تیرے نبی کو یاد کرتے ہیں، جشن مناتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں، عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں، دیگیں پکاتے ہیں،

مٹھائیاں بانٹتے ہیں، سیرت کانفرنسیں کرتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، ہمارے ساتھ؟ تیرا تو وعدہ تھا کہ مسلمانوں کو رسوا نہ کرے گا، عذاب نہ دے گا، پھر بھی سونامی آجاتا ہے، کبھی آٹھ اکتوبر کو زمین ہلا کر رکھ دی جاتی ہے اور لاکھوں مسلمان زمین میں دفن ہوجاتے ہیں؟ دل مضطرب ہوجاتے ہیں، آنکھیں نم ہوجاتی ہیں، لیکن ضمیر بول اٹھتا ہے کہ: اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو؟

کیا ہم وہ مسلمان ہیں جو سنت محمدیہ کا علم رکھتے ہوں؟ اتباع سنت کا کچھ احساس رکھتے ہوں؟ مسلمان کون تھا؟ بخشش کے وعدے کس سے تھے؟

"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ۔" (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: "کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

یعنی شرط یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہو۔ زندگی اس طریقے اور ان اصولوں کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔" (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: "اور تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

یعنی پوری کوشش کے باوجود جو گناہ ہوجاتے ہیں، وہ اللہ معاف کردے گا، وہ تو بہت بخشنے والا ہے، لیکن ہم اتباع رسول کرنے والے تو ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس شریعت کے تابع نہ ہوجائے جو میں لایا ہوں۔"

اب بتائیں ہماری اطاعتوں کا کیا حال ہے؟ ہم میں سے کتنوں نے سیرت پاک کا مطالعہ کیا ہوا ہے؟ کتنے ہیں جو احکام معلوم ہونے کے بعد عمل کر لیتے ہیں، ایک پیمانہ یہ بھی ہے، دروس میں آئے سیرت کانفرنس سنی، گھر جاکر کس کس بات پر عمل کیا؟ کوئی مضمون پڑھا؟ سیرت کا بیان پڑھا؟ کتنا اثر لیا؟ کیا ہمارا آج ہمارے کل سے بہتر ہے؟ ہمارا کیا حال ہے؟ کیا ہماری نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی ہے؟ بہتری کی کوشش کی ہے؟ کیا ہمارے گھرانے ویسے ہیں؟ کیا ہماری تہذیب اسلامی ہورہی ہے؟ کیا ہمارے طرز زندگی پر اثرات ہیں؟ بحیثیت عورت کیا ہمارے لباس میں کوئی فرق آیا؟ کیا ہم نے موٹے کپڑے یا شمیز پہننی شروع کی؟

اگر پہلے صرف اسکارف لیتے تھے تو کیا سالہا سال پروگرام سننے کے بعد اب آگے بڑھنے کا وقت نہیں کہ اپنے جسم کو پورا ڈھانپیں؟ ہمارے نفس اطاعت پر مائل کیوں نہیں ہوتے؟ کیا ہمیں فلم اور میوزک چھوڑنا بہت مشکل لگتا ہے؟ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا فلمیں بھی دیکھتے ہوں گے، ان کی شادیاں فلموں کو بھی مات کرتی ہوں گی، شادی پر جاکر فرق نہ لگتا ہوگا کہ مسلمانوں کی شادی ہے یا ہندوؤں کی؟

کوئی شادی کیمرے اور مووی کے بغیر نہیں ہوسکتی، دلہنوں کی آنکھوں سے شرم وحیا بالکل ختم ہوگئی ہے اور دلہن کے لباس کا مکمل ہونا تو شاید گناہ ہے یا مجبوری ہے اور سوچیں کیا مسلمان قاتل ہوسکتا ہے؟ پاکستان میں کون آئے روز قتل وغارت کر رہا ہے؟

کیا مسلمان چور ہوسکتا ہے؟ کیا مسلمان ڈاکو ہوسکتا ہے؟ کیا مسلمان قسمیں کھا کھا کر خراب مال فروخت کرسکتا ہے؟ کیا ہوگیا ہے مسلمانو! یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ کیسا عشق نبوی ہے، جس پر کسی چیز سے آنچ نہیں آتی۔

حد تو یہ ہے کہ مسلمان طوائفیں ہیں، مسلمان فلم اور ٹی وی ایکٹرز ہیں، مسلمان بھانڈ اور موسیقار ہیں۔ بتائیں یہ کس کا لایا ہوا اسلام ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام تو ایسا نہ تھا؟

سچے دل سے بتائیں کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب برائیوں کے خلاف جہاد نہ کیا تھا؟ یہ بسنت کی رات کو چھتوں پر چڑھ کر ڈانس کرنے والے کیا مسلمانوں کے بچے ہیں؟ کہاں ہیں مسلمان والدین؟

پورا معاشرہ پستی اور بے دینی کی دلدل میں دھنستا چلا جارہا ہے الا ماشاء اللہ! چند ایک نفوس محلے میں مل جاتے ہیں جن کے دل میں ایک تڑپ ہے جو اس زوال کے لئے پریشان ہیں، لیکن عامۃ الناس کو پیٹ کی دوڑ میں لگا دیا گیا ہے۔ حلال، حرام، اچھا، برا، سب چل رہا ہے بلکہ برائی اتنی عام اور معروف ہوگئی ہے کہ اب برائی لگتی ہی نہیں۔ اچھائی اور نیکی اتنی گھٹ گئی ہے کہ اب دین پر عمل کرنے والے انتہا پسند نظر آتے ہیں۔

نوجوان نافرمان ہورہے ہیں عورتیں آزاد ہورہی ہیں اور یہی وہ وقت ہے، جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"اللہ تعالیٰ کہتا ہے (جب یہ حالات ہوجائیں گے) تو میری ذات کی قسم! میں ان میں ایسا فتنہ برپا کردوں گا کہ جس میں صاحبان عقل وہوش حیران وششدر رہ جائیں گے۔"

سورۂ نور کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔" (النور:۶۳)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔''

حضرت جعفرؒ نے فتنے کا مطلب ظالموں کا تسلط لیا ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے تو ان پر جابر و ظالم حکمران مسلط کردیئے جائیں گے۔ آپس کے تفرقے، خانہ جنگیاں، اخلاقی زوال، نظم جماعت کی پراگندگی، مسلمانوں کی سیاسی و مادی طاقت کا ٹوٹ جانا اور محکومی وغیرہ بھی اس کے نتائج ہیں۔

(تفہیم القرآن، ج:۳، تفسیر سورۂ نور)

یعنی عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے، مگر سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں تو اللہ تعالیٰ ظالم حکمران مسلط کردے گا، جیسے کہ ہمارے اوپر مسلط ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون صفت حکمرانوں اور ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمادیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فرعون کیا کرتا تھا؟

''إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ۔'' (القصص:۴)

ترجمہ: ''واقعہ یہ کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کردیا، ان میں ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا، اس کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔''

بستیاں برباد کرنا، بم برسانا، قتل عام کرنا، دوسروں کی گردنوں کا مالک بن جانا، من مانے قوانین بنا کر پیروی پر مجبور کرنا، یعنی آدمی اپنے آپ کو دوسروں پر مسلط کردے اور کہے کہ صرف میری مرضی اور قانون چلے گا، یہی فرعونیت ہے۔ اس کا مطالبہ یہ نہ تھا کہ لوگ مجھے سجدے کریں، مطالبہ یہ تھا کہ میرا قانون نافذ ہو، دین وہ چلے جسے میں منظور کروں۔

جب ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ترک کردیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرعون مسلط کردیے جو کہتے ہیں کہ: ہم جو قوانین بنا رہے ہیں وہ روشن خیالی ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ داڑھیوں والے ہمیں اندھیروں کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔ عورتیں پردے میں تاریک خیال ہیں، اللہ اور رسول نے تو ظلم کردیا عورتوں کو پردہ کرادیا، گھر سنبھالنے کا حکم دے دیا۔ (معاذ اللہ!)

آئیں میراتھن ریس میں مردوں کے ساتھ دوڑیں، عورتوں کے عالمی دن پر سڑک پر رقص کریں، بلکہ اسپیکر لگا کر اعلان کریں: ''ہم ناچیں گے، ہم گائیں گے۔'' بسنت کی رات مردوں کے ساتھ چھت پر چڑھ کر ہلڑ بازی کریں، یہی آج کا چلن ہے اور یہی ترقی کی علامت ہے۔

یہ حدود اللہ کے قوانین منسوخ کرکے کہتے ہیں کہ: ہم نے پاکستان کو روشن خیال بنادیا ہے۔ یہ بڑے پریشان ہیں کہ اسلام آباد کی سڑکوں پر برقعوں والیاں زیادہ ہورہی ہیں، دنیا کیا کہے گی یہ پاکستان کدھر جارہا ہے؟ ان کی وزیر و مشیر خواتین روز بروز نیا شوشہ چھوڑتی ہیں کہ دنیا ان کو روشن خیال سمجھے۔ کہتے ہیں ہم مولویوں کے اسلام کو نہیں مانتے۔

ایک بے پردہ قسم کی وزیر صاحبہ پریس کانفرنس کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں مولویوں کے دین کو نہیں مانتی، میں خود اجتہاد کروں گی۔ دوسری باہر جاکر جہاز میں مردوں کے ساتھ پیراشوٹ کے ذریعے چھلانگ لگاتی ہیں، پھر خوشی سے ان کے ساتھ رقص کرتی ہیں، تنقید ہوتی ہے تو کہتی ہیں میں مولویوں کے اسلام کو نہیں مانتی۔

بتائیں! قرآن وحدیث کا علم کون رکھتا ہے؟ کون اس کے ماہر ہیں، جنہوں نے اس علم کی تحصیل میں عمریں کھپائی ہیں، کبھی کسی نے کہا کہ ہم ڈاکٹروں کی ڈاکٹری کو نہیں مانتے، اپنے لئے خود دوائی تجویز کریں گے، کبھی کسی نے کہا کہ ہم کسی مکینک کو نہیں مانتے، اپنی گاڑی خود ٹھیک کریں گے، ہم کسی استاد کو نہیں مانتے، ساری کتابیں اپنے بچوں کو خود پڑھائیں گے۔

آخر دین اسلام ہی کیوں اتنا بے وقعت ہے اس کی نظروں میں کہ کسی ماہر کی ضرورت نہیں۔ قرآن وحدیث ہر چیز کو یہ سب بغیر پڑھے اور بغیر استاد کے سمجھ لیں گے؟ جب کہ حساب کا ایک سوال بغیر استاد کے حل نہیں کرسکتے، انگلش کی ایک کتاب بغیر استاد کے نہیں پڑھ سکتے؟ کیا دین اسلام موم کا پتلا ہے کہ جس کا جدھر دل چاہے موڑ لے؟ کوئی اس کا ماہر نہ ہو؟ ہرا یرا غیرا اٹھ کر اس میں اجتہاد کرنے لگ جائے اور خودساختہ تعبیرات کرلے؟

اصل بات یہ ہے کہ یہ مغرب کے حواری ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہمارے اوپر مسلط ہوئے اور اب یہ چاہتے ہیں کہ ساری قوم ان کی طرح بے غیرت ہوجائے۔ دین اسلام کی روح ان کے اندر سے نکل جائے اور اسلام وہ نہ رہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے، بلکہ وہ ہوجائے جو ان کے حواریوں کو پسند ہے تاکہ ان کی مغرب نوازی کی ڈگریاں منسوخ نہ ہوں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

''ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ۔'' (سورۂ محمد:۲۶)

ترجمہ: ''اسی لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ

کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی یہ خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔‘‘

آج اگر مغرب کے یہ منظور نظر ہیں، ابوجہل کے پیارے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ موت کے وقت ان کا کیا حال ہوگا؟

’’فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ۔‘‘ (سورۂ محمد: ۲۷)

ترجمہ: ’’پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے۔‘‘

ایسا اس لئے ہوگا کہ انہوں نے:

’’ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَکَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔‘‘

(سورۂ محمد: ۲۸)

ترجمہ: ’’یہ اسی لئے تو ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا، اسی بنا پر اس نے ان کے سب اعمال ضائع کردیئے۔‘‘

ان کے اعمال تو حبط ہوں گے مگر ساری قوم کی غیرت کا کیا عالم ہے؟ اس وقت اس بات پر غور کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

سیرت کانفرنسیں ہورہی ہیں، عشق نبوی کا بیان ہورہا ہے، مگر شیطان کے چیلوں کو للکارنے کی جرأت کسی میں نہیں، دن میں کتنی مرتبہ مرد وہاں سے گزرتے ہیں، دل خون کے آنسو روتا ہے کہ ہم کس بے غیرتی کے دور میں جی رہے ہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سڑک سے گزر جائیں جس کے ہر چوک پہ ان کی نبوت اور غیرت کو للکارنے والے اشتہار لگے ہیں تو کیا ہمیں مسلمان تسلیم کریں گے؟

اے لوگو! پلٹ آؤ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی طرف، آپ کی دعوت کی طرف، آپ صرف تبلیغ کرنے نہیں آئے تھے، آپ تو نظام بدلنے کے لئے آئے تھے، آپ کو معلوم تھا کہ صرف تبلیغ سے یہ اشرار کبھی بدل نہیں سکتے پتھر جیسے دلوں پر تبلیغ اثر نہیں کرتی، یہ لوگ صرف قانون اور حکومت کی طاقت سے درست ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سدباب کرتا ہے جن کا سدباب قرآن نہیں کرتا۔‘‘ (اسلامی ریاست از ابوالاعلیٰ مودودی ص: ۱۸)

’’هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ۔‘‘ (صف: ۹)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ نے تو نبی بھیجے ہی اس لئے تھے ہدایت اور دین حق دے کر کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کریں۔‘‘

ان مشرکوں اور ان کے ساتھیوں کو یہی تو ناگوار ہے اور یہی دنیا کے دکھوں کا علاج ہے کہ فرعون وقت بش اور ان کی راہ پر چلنے والے ان کے جانشین حکمرانوں کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائی جائے۔ بندوں کی گردنیں ان بندوں کی آمریت وغلامی سے آزاد کرائی جائیں اور اللہ کا حکم نافذ کیا جائے اور جب یہ حکم نافذ ہوجائے گا تو دنیا سکون سے بھر جائے گی۔ حکم اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکھائیں گے۔

بتائیں کبھی کسی نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ہمارا شہر، ہمارا محلہ ایسا ہوجائے کہ گھروں کے دروازے کھلے رہیں، کسی چور کا ڈر نہ ہو، گاڑی گیراج میں کھڑی کرنے کی ضرورت نہ ہو سڑک پر جہاں چاہیں پارکنگ میں کھڑی کرلیں، کبھی سوچا اگر ساری عورتیں حیادار ہوجائیں، مکمل لباس پہن لیں، چادریں اوڑھ لیں، کتنا پاکیزہ معاشرہ ہوجائے گا۔

کوئی لڑکا کسی لڑکی کو نہ چھیڑے، کسی غریب کے ساتھ زیادتی ہوجائے تو سارا محلہ اس کی مدد کرنے والا ہو، پولیس بغیر رشوت کے اس کا ساتھ دے اور ظالم کو پکڑ لے چاہے وہ کتنا ہی بااثر ہو۔ کبھی تصور کیا کہ سبزی، گوشت سستا ہوجائے، کوئی بھوک سے مجبور نہ ہو، کوئی غریب بوڑھا تنہائی اور بھوک کا شکار نہ ہو؟

ایک روز بوڑھی عورت کلینک میں آئی، اولاد نہیں، کہنے لگی: بس میں ہوں اور ایک بوڑھا ہے، اولاد نہیں، بیمار ہوں جگر میں درد ہے، ٹانگوں میں سخت درد ہے، کبھی ٹھیک ہوتی ہوں تو روٹی پکادیتی ہوں ورنہ دونوں بھوکے سوجاتے ہیں۔ میں نے دیکھا اس کے جگر میں رسولی تھی، دل کٹ کے رہ گیا۔ اسے کہاں بھیجوں؟ جو اس کا علاج بھی ہوجائے۔ کھانے کو بھی مل جائے اور اس کے دکھوں کا مداوا ہوجائے۔

اے میرے نبی صدق وصفا! ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل، ایسے میں تیری یاد آتی ہے، دل چاہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش! آج آپ کا کوئی جانشین ہوتا، کوئی عمر ثانی جوان بے سہارا بوڑھوں اور بیواؤں کی راتوں کو خبرگیری کرتا کہ کہیں بھوکے تو نہیں سورہے؟ کسی ماں نے جھوٹی ہانڈی تو چولہے پر نہیں چڑھائی، بچوں کو چپ کرانے کے لئے، کیا اس طرح کے خواب دیکھتے ہیں آپ؟ یہ کیسے پورے ہوں گے؟ کیا صرف ہم نمازیں پڑھ لینے سے، روزے رکھ لینے سے، تسبیحات کرلینے سے، سیرت کے جلسے کرلینے اور سن لینے سے؟ کیسے ہوں گے؟ قرآن کریم کیا کہتا ہے:

’’لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ

النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔“ (الحدید:۲۵)

ترجمہ:”ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور اور لوگوں کے لئے منافع ہیں۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔“

یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کا مشن لوگوں کو ہدایت کی تبلیغ دینے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کا نفاذ اور انصاف کا قیام بھی تھا۔ انبیاء علیہم السلام کو روشن نشانیوں، کتب اور میزان کے ساتھ بھیجا تاکہ دنیا میں انسان کا رویہ اور انسانی زندگی کا نظام، فرداً فرداً بھی اور اجتماعی طور پر بھی عدل پر قائم ہو۔ ایک طرف ہر انسان اپنے خدا کے حقوق اپنے نفس کے حقوق اور ان تمام بندگان خدا کے حقوق، جن سے اس کو کسی طور پر سابقہ پیش آتا ہے، ٹھیک ٹھیک جان لے اور پورے انصاف کے ساتھ ان کو ادا کرے اور دوسری طرف اجتماعی زندگی کا نظام ایسے اصولوں پر تعمیر کیا جائے جن سے معاشرے میں کسی نوعیت کا ظلم باقی نہ رہے۔ تمدن وتہذیب کا ہر پہلو افراط و تفریط سے محفوظ ہو۔ حیات اجتماعی کے تمام شعبوں میں صحیح صحیح توازن قائم ہو اور معاشرے کے تمام عناصر انصاف کے ساتھ اپنے حقوق پائیں اور اپنے فرائض ادا کریں۔

☆☆..................☆☆

آہ! جرنیل جمعیت کی جدائی!

مولانا آصف محمود بھٹی

شہید جمعیت حضرت سائیں علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کی جدائی نے مسلمانوں خصوصاً سندھ کے مسلمانوں کو بے حد غمگین کیا ہے۔ داعی اجل کو لبیک ہر کسی کو کہنا ہے مگر کچھ افراد کے جانے سے دل کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ان عظیم اشخاص میں جرنیل جمعیت، شہید جمعیت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کا شمار بھی ہوتا ہے۔

طالب علمی کے زمانے سے دینی سیاست سے وابستہ رہے۔ شروع میں جمعیت طلبا اسلام میں مختلف عہدوں پر رہے اور بعد میں جمعیت علماء اسلام میں ربع صدی سے ناظم عمومی سندھ کے اہم عہدہ پر رہے۔

قائد سندھ نے ہمیشہ رب کریم سے شہادت کی دعا مانگی تھی جو اللہ پاک نے قبول فرمائی اور مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے شہادت فاروقیؓ وحسینیؓ کی یاد تازہ کردی۔ اللہ پاک نے ہمارے علامہ شہید کو بہت سے اوصاف عطا فرمائے تھے۔ درس وتدریس کا میدان ہو، خطابت کا میدان ہو، جماعت کے نظم کا میدان ہو یا سندھ کے حقوق کی بات ہو ہر میدان میں ہمارا جرنیل آگے آگے تھا۔ اک کہاوت مشہور ہے کہ شیر کا بچہ شیر ہی ہوتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا علی محمد حقانی (نور اللہ مرقدہ) نے ہماری جامعہ شمس العلوم گھر ڑاہ میں چھ سال تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں اور اس ادارہ کو مکتب سے اٹھا کر جامعہ تک پہنچانے میں ان کا بڑا کردار رہا ہے، اسی وجہ سے علامہ شہیدؒ کا ہمارے ادارہ اور جامعہ کے سارے متعلقین خصوصاً جامعہ کے روح رواں حضرت مولانا رشید احمد سومرو مدظلہ العالی سے بے پناہ دلی لگاؤ تھا اس لئے جرنیل جمعیت جامعہ شمس العلوم کو اپنا دوسرا گھر کہا کرتے تھے۔

۸ رنومبر ۲۰۱۴ء کی شام مغرب کے بعد میرے مرشد ومربی علامہ شہیدؒ نے مجھے فون کرکے کہا تھا کہ کل صبح میں آپ کے مدرسہ گھر ڑاہ آؤں گا اور ناشتہ بھی آپ کے ہاں کروں گا تو صبح ٹھیک فجر نماز کے بعد ہم نے مدرسے کو دلہن کی طرح سجایا اور جرنیل جمعیت کی آمد کا مدرسے کے اساتذہ اور طلبا کو شدت سے انتظار تھا، چونکہ قائد سندھ سے میں مسلسل رابطے میں تھا تو ٹھیک ۹ بجے علامہ شہیدؒ پہنچے تو ان کے اعزاز میں مدرسہ کے سارے اساتذہ کرام اور طلبا نے مدرسے سے باہر نکل کر پرجوش استقبال کیا۔

اس کے بعد علامہ شہیدؒ سے سارے اساتذہ وطلبا نے مصافحہ کیا اور اس کے بعد تین گھنٹے علامہ شہیدؒ نے جامعہ کے اساتذہ سے مختلف امور پر بات چیت کی۔ خصوصاً قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ پر کوئٹہ میں ہونے والا حملہ، سکھر میں زیر تعمیر جے یو آئی صوبہ سندھ کے دفتر اور جہاں ہمارا جرنیلؒ شہید ہوا اس سکھر والے مدرسہ کے بارے میں آئندہ کے پروگرامات کے متعلق آگاہ کیا۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ شہید اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو سے یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ ہمارے دلوں کی دھڑکن شہید جمعیت علامہ ڈاکٹر خالد محمودؒ سومرو (نور اللہ مرقدہ) کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی طرف سے اسلام، پاکستان اور سندھ کے عوام کی گئی خدمات اپنی بارگاہ میں منظور ومقبول فرمائے۔ (آمین)

زمیں کی رونق چلی گئی ہے افق پہ مہر مبین نہیں ہے
تیری جدائی میں اے جانے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں

قادیانی نظریات

ملا علی قاریؒ کی عدالت میں

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ختم نبوت:

مرزا صاحب نے ناواقفوں کے دل میں یہ وسوسہ بھی ڈالا ہے کہ آیت خاتم النبیین نے صرف مستقل اور تشریعی نبوت کا دروازہ بند کیا ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے نبوت حاصل کی جاسکتی ہے، قادیانی صاحبان امت محمدیہ میں سلسلۂ نبوت جاری ہونے پر موضوعات کبیر سے حدیث: "لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔" کے ذیل میں شیخ علی قاریؒ کی عبارت کا حوالہ دیا کرتے ہیں۔ آیئے ٹھیک اسی جگہ میں موصوف کا فیصلہ پڑھئے! مُلّا علی قاری صاحبؒ ابن ماجہ سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"البتہ اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ایک ضعیف راوی ہے، لیکن یہ تین طرق سے مروی ہے جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کا ارشاد: "ما کان محمد .... الی قولہ .... وخاتم النبیین۔" بھی اسی کی طرف مشیر ہے، کیونکہ یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلب سے ہے، اس کا تقاضا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا حامل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاصۂ قلب ہوتا، جیسے کہا جاتا ہے کہ: "بیٹا باپ پر ہوتا ہے۔" اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس برس کی عمر کو پہنچتا اور نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں۔" (موضوعات کبیر ص:۶۹)

شیخ رحمہ اللہ کی اس تصریح سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے:

اول:...... آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کا اعلان ہے اور اس کی بنیاد نفی ابوت پر رکھی گئی ہے، گویا اشارتاً بتایا گیا ہے کہ اگر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھیجنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اولاد کو زندہ رکھتے۔

دوم:...... ٹھیک یہی مضمون حدیث: "لو عاش ابراھیم ... الخ۔" کا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو صاحبزادہ گرامی زندہ رہتا، کیونکہ جوہر طبعی کے لحاظ سے نبوت کی استعداد رکھتا تھا، مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مقدر نہ تھی اس لئے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی حیات بھی مقدر نہ ہوئی۔

سوم:...... شیخ علی قاریؒ تصریح فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ کے نبی ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین نہ ہونا لازم آتا تھا، کیا اس کے بعد بھی کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ غیر تشریعی نبوت کا دروازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کھلا ہے؟ کتنی عجیب بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "لخت قلب" کے نبی بننے سے تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے، لیکن ایک مغل بچہ کے معاذ اللہ! محمد رسول اللہ بن بیٹھنے سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی...! قادیانیوں کے ظلم وستم کی کوئی حد ہے؟

معراج جسمانی:

چونکہ مرزا صاحب کے نزدیک جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا فلسفہ کی رو سے ممتنع ہے اس لئے وہ معراج جسمانی کے منکر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کثیف (نعوذ باللہ) کے ساتھ نہیں تھی، بلکہ یہ ایک لطیف کشف تھا (ازالہ اوہام)، اس کے بارے میں شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ حسب ذیل ہے:

"اور معراج کا واقعہ، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری کی حالت میں جسد اطہر کے ساتھ جانا آسمان تک اور آگے کے بلند مقامات تک جہاں اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لے جانا منظور تھا، حق ہے۔ یعنی متعدد طرق سے ثابت ہے، پس جس شخص نے اس خبر کو رد کیا اور اس کے مقتضیٰ پر ایمان نہ لایا، وہ گمراہ اور بدعتی ہے، یعنی ضلالت و بدعت کا جامع ہے، اور کتاب الخلاصہ میں ہے کہ جس نے معراج کا انکار کیا تو دیکھا جائے گا، اگر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک جانے کا منکر ہے تو کافر ہے، اور اگر بیت المقدس سے (آسمانوں تک کے) معراج کا منکر ہو تو کافر نہیں قرار دیا جائے گا (البتہ گمراہ اور بدعتی تصور کیا جائے گا) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک جانے کا واقعہ آیت سے ثابت ہے اور وہ قطعی الدلالت ہے، اور بیت المقدس سے آسمان تک کا عروج سنت سے ثابت ہے، اور روایت ودرایت کے لحاظ سے ظنی ہے۔"

قادیانی احباب انصاف فرمائیں کہ امام ابوحنیفہؒ سے لے کر شیخ علی قاریؒ تک کا عقیدہ قابل تسلیم ہے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی کا فلسفہ قدیمہ و

جدید دلائق اتباع ہے؟

عالم حادث ہے، قدیم بالنوع نہیں:

ملت اسلامیہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ یہ تمام کائنات حادث ہے، اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ یہ ہے کہ دنیا قدیم بالنوع ہے، وہ لکھتے ہیں:

"چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے، لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں۔"

(لیکچر لاہور ص:۳۳۹، دسمبر ۱۹۰۴ء)

اور شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ اس سلسلہ میں یہ ہے:

"بلاشبہ عالم حادث ہے، یعنی عدم سے وجود میں آیا، پس جو شخص عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہے۔"

قادیانی احباب توجہ فرمائیں کہ عالم کو قدیم بالنوع ماننے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟

مرزا غلام احمد "اہل قبلہ" میں شامل نہیں:

گزشتہ سطور سے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کے بہت سے مسلّمہ عقائد سے انکار ہے، مثلاً ختم نبوت کی تشریح، عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا، ان کا آسمان سے نازل ہونا، معراج، ملائکہ، شیاطین، حشر جسمانی (حوادث عالم وغیرہ وغیرہ) اور شیخ علی قاریؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص اسلام کے مسلّمہ عقائد اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں، شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پھر یہ بھی یاد رہے کہ "اہل قبلہ" سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہوں، مثلاً: دنیا کا حادث ہونا، حشر جسمانی، اللہ تعالیٰ کا کلیات و جزئیات کا عالم ہونا اور ان جیسے دیگر مسائل، پس جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات کی پابندی کرے، مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو، یا حشر جسمانی کا قائل نہ ہو، یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں، ایسا شخص "اہل قبلہ" میں سے نہیں۔ اور یہ مسئلہ کہ: "اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کافر کہنا صحیح نہیں۔" اس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک کافر نہ قرار دیا جائے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت نہ پائی جائے، اور اس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جس سے کفر ثابت ہو جاتا ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی سے کفریات سرزد ہوئی ہیں)۔"

قادیانی احباب کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار تو نہیں کیا؟ اسلام کے مسلّمہ عقائد میں تاویل کر کے ان کے مفہوم کو تبدیل تو نہیں کیا؟ اور موجبات کفر میں سے تو کوئی چیز ان میں نہیں پائی گئی؟ اسلامی عقائد کی کتابوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات کے غیر جانبدارانہ تقابلی مطالعہ سے صحیح راستہ واضح ہوسکتا ہے۔ واللہ الموفق!

مرزا غلام احمد زندیقوں کی صف میں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم اور سنت صحیحہ کے ایسے باطنی معنی بیان کئے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور چودہ صدیوں کے اکابر امت ناآشنا تھے، مرزا صاحب کو اس بات پر ناز اور فخر ہے کہ ان پر وہ علوم کھلے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی معاذ اللہ! نہیں کھلے تھے، وہ لکھتے ہیں:

"پس یہ خیال کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے بارے میں بیان فرمایا اس سے بڑھ کر ممکن نہیں، بدیہی البطلان ہے۔"

(کرامات الصادقین ص:۱۹)

اسی بنا پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ تفسیر قرآن کو کئی جگہ غلط کہا ہے، مرزا صاحب نے "تاویلات" کے ذریعہ قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کے اس مفہوم کو بدل ڈالا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک مسلّم چلا آتا تھا، اسلام کی اصطلاح میں اسی کو زندقہ اور الحاد کہا جاتا ہے۔

شیخ علی قاری فرماتے ہیں:

"کتاب و سنت کے نصوص کو ان کے ظاہری مفہوم پر محمول کیا جائے گا..... اور ظاہری معنوں سے ہٹا کر کتاب و سنت کو ایسے معنی پہنانا جن کا دعویٰ ملاحدہ اور باطنیہ کرتے ہیں، یہ زندقہ ہے۔"

قادیانی احباب صحت فکر کے ساتھ ان احادیث و آیات کا مطالعہ فرمائیں جن کی من مانی تشریحات مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں سپرد قلم کی ہیں، اور پھر مرزا صاحب کی ان تشریحات کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ دینؒ کی ارشاد فرمودہ تشریحات سے کریں، اور پھر خود انصاف فرمائیں کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ "معنی" خالص زندقہ اور الحاد نہیں تو اور کیا ہیں...؟

مرزا غلام احمد کاہنوں کی صف میں:

شیخ علی قاری نے مستقبل کے بارے میں پیشگوئیاں کرنے والے کاہنوں کے متعلق لکھا ہے:

"کاہن جو غیب کی خبریں دیتا ہے اس کی تصدیق کرنا کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آسمان و زمین میں رہنے والا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔"

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص کاہن کے پاس گیا، پس اس نے جو کچھ بتایا اس کو سچا سمجھا تو اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل شدہ دین کا انکار کیا۔"

اور "کاہن" وہ شخص ہے جو آئندہ واقعات کی

خبر دے اور معرفت اسرار کا دعویٰ کرے اور کہا گیا ہے کہ کاہن، جادوگر ہے، اور نجومی جب آئندہ زمانے کے واقعات کے علم کا دعویٰ کرے تو وہ بھی ''کاہن'' کی مثل ہے، اور اسی کے حکم میں رمال بھی داخل ہے۔ قونوی کہتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث کاہن، عراف، نجومی سب کو شامل ہے، لہٰذا نجومی اور رمال وغیرہ مثلاً کنکریاں پھینکنے والے کی اتباع جائز نہیں۔ اور ان لوگوں کو جو اجرت دی جائے وہ بالاجماع حرام ہے، جیسا کہ بغویؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ نے نقل کیا ہے، اسی طرح جو شخص حروف تہجی کے علم (حساب جمل) کا مدعی ہو اس کے قول کی پیروی جائز نہیں کیونکہ وہ بھی کاہن کے معنی میں ہے۔''

(شرح فقہ اکبر ص:۱۷۸)

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ جو شخص حساب جمل کے اسرار کا مدعی ہو وہ کاہن ہے اور اس کی تصدیق کفر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی جگہ ''حساب جمل'' سے اپنی نبوت و مسیحیت کا ثبوت پیش کیا ہے اور سورۂ والعصر کے حروف سے تو دنیا کی اول سے آخر تک پوری تاریخ ہی بتادی، (دیکھئے لیکچر لاہور ص:۳۹، ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء)۔ اسی طرح بیسیوں جگہ حروف ابجد کا حساب لگا کر مسیحیت کے دلائل مہیا کئے ہیں۔ اس لئے شیخ علی قاریؒ کے بقول مرزا غلام احمد کے ''کاہن'' ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ سن ہی چکے ہیں کہ: ''کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے۔''

مدعی نبوت مستحق قتل ہے:

شیخ رحمہ اللہ نے کاہنوں اور نجومیوں وغیرہ کے افعال و اطوار پر تفصیل سے لکھنے کے بعد کہا ہے:

''ان (پیش گوئی کرنے والوں) میں بعض لوگ قتل کے مستحق ہیں، مثلاً وہ شخص جو ان بے ہودہ خوش گپیوں کے ذریعہ نبوت کا دعویٰ کر ڈالے یا شریعت کی کسی چیز کو بدلنا چاہے، اور اس قسم کے اور لوگ......''

مرزا غلام احمد قادیانی کا پیشگوئیوں کی بنیاد پر دعویٰ نبوت کرنا تو ہر خاص و عام کو معلوم ہے، اور دینی حقائق کے بدل ڈالنے میں بھی موصوف نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے:

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ نبوت محتاج ثبوت نہیں، انہوں نے اپنی نبوت کے ثبوت میں معجزات دکھانے کا اعلان بھی کیا ہے، شیخ علی قاریؒ لکھتے ہیں:

''اور میں کہتا ہوں کہ معجزہ نمائی کا چیلنج دعویٰ نبوت کی فرع ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔''

مرزا غلام احمد کی خاص علامت:

شیخ علی قاریؒ نے جھوٹے مدعی نبوت کی ایک عجیب علامت لکھی ہے کہ:

''جب بھی کسی جھوٹے نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی جہالت اور جھوٹ کا پول ہر ادنیٰ عقل و فہم کے آدمی کے سامنے کھل گیا۔''

قادیانی صاحبان اگر مرزا صاحب کے الہامات کی تاریخ، ان کے دعاوی کی تدریج اور ان کی تحدی آمیز پیش گوئیوں کے انجام پر بنظر صحیح غور فرمائیں تو یہ علامت مرزا صاحب پر ٹھیک چسپاں نظر آئے گی۔

کافر حکومت کی تعریف و توصیف:

شیخ علی قاریؒ فرماتے ہیں:

''فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ جس نے ہمارے زمانے کی حکومت کو ''عادل'' کہا وہ کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ وہ بالیقین ''ظالم'' ہے (اور یہ ظلم کو عدل بتاتا ہے)۔''

اللہ اکبر! ایک مسلمان مگر ظالم حکومت کو عادل کہنا شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک کفر ہے، اور ایک کافر گورنمنٹ کو خدا کا نور، ظل الٰہی اور رحمت خداوندی قرار دینے کا کیا حکم ہوگا...؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے صلیب پرست حکومت کی تعریف و توصیف میں بقول خود پچاس الماریاں تصنیف کی ہیں، جس ظالم نے مسلمانوں کو ظلم واستبداد کے شکنجے میں کسا، جس نے ہزاروں اولیاء، صلحا کو تختۂ دار پر کھینچا، دار و رسن اور قید و بند کا تختۂ مشق بنایا، جس نے قرآن کریم کو جلایا، بیت اللہ پر گولیاں برسائیں، حرم مقدس کو خون شہیداں سے لالہ زار کیا، جس نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ابلیسانہ حربے استعمال کئے، جس نے عالم اسلام پر جبر و تشدد کے پہاڑ توڑے، جس نے خود مرزا غلام احمد کی رپورٹ کے مطابق اسّی لاکھ مسلمانوں کو عیسائی بنایا، اور جس کی ''تہذیب جدید'' نے دنیا سے ردائے انسانیت چھین لی، مرزا صاحب اس جابر و ظالم اور کافر حکومت کو ''خدا کا نور'' کہتے ہیں، صرف اس لئے کہ یہ کافر حکومت قادیانی نبوت کی پاسبان و حلیف تھی، کیا اس کے کفر ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے...؟؟ ☆☆

شیخ علی قاریؒ نے جھوٹے مدعی نبوت کی ایک عجیب علامت لکھی ہے کہ: ''جب بھی کسی جھوٹے نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی جہالت اور جھوٹ کا پول ہر ادنیٰ عقل وفہم کے آدمی کے سامنے کھل گیا۔''

ایک ہفتہ
حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

قسط:۲۸

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

جامع مسجد دہلی میں یادگار تقریر:

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک یادگار تقریر پیش خدمت ہے۔ آپ نے تقسیم کے بعد نقل آبادی کے موقع پر اگست ۱۹۴۷ء میں دہلی جامع مسجد میں تقریر کی۔ وہ پڑھیں اور پھر سمجھیں کہ مولانا آزاد مرحوم کتنے بڑے بیدار مغز قائد، قادر الکلام خطیب، معاملہ فہم اور زیرک قومی راہنما تھے۔ وہ تقریر یہ ہے۔

''عزیزان گرامی! آپ جانتے ہیں کہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے یہاں لے آئی ہے۔ میری لئے شاہ جہاں کی اس یادگار مسجد میں یہ اجتماع نیا نہیں۔ میں نے اس زمانہ میں جس پر لیل ونہار کی بہت سی گردشیں بیت چکی ہیں، تمہیں یہیں سے خطاب کیا تھا۔ جب تمہارے چہروں پر اضمحلال کی بجائے اطمینان تھا اور تمہارے دلوں میں شک کی بجائے اعتماد۔ اور آج تمہارے چہروں کا اضطراب اور دلوں کی ویرانی دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار پچھلے چند برسوں کی بھولی بسری کہانیاں یاد آجاتی ہیں۔

تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں پکارا، تم نے میری زبان کاٹ لی۔ میں نے قلم اٹھایا اور تم نے میرے ہاتھ قلم کر دیئے۔ میں نے چلنا چاہا تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے۔ میں نے کروٹ لینی چاہی اور تم نے میری کمر توڑ دی۔ حتیٰ کہ پچھلے سات برس کی تلخ نوا سیاست جو تمہیں آج داغ جدائی دے گئی ہے۔ اس کے عہد شباب میں بھی میں نے تمہیں خطرے کی راہ پر جھنجھوڑا۔ لیکن تم نے میری صدا سے نہ صرف اعراض کیا بلکہ غفلت وانکار کی ساری سنتیں تازہ کر دیں۔ نتیجہ معلوم کہ آج ہی ان خطروں نے تمہیں گھیر لیا ہے جن کا اندیشہ تمہیں صراط مستقیم سے دور لے گیا تھا۔

سچ پوچھو تو اب میں ایک جمود ہوں یا ایک دور افتادہ صدا، جس نے وطن میں رہ کر بھی غریب الوطنی کی زندگی گزاری ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو مقام میں نے پہلے دن اپنے لئے چن لیا تھا وہاں میرے بال وپر کاٹ لئے گئے ہیں یا میرے آشیانے کے لئے جگہ نہیں رہی۔ بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے دامن کو تمہاری دست درازیوں سے گلہ ہے۔ میرا احساس زخمی ہے اور میرے دل کو صدمہ ہے۔ سوچو تو سہی تم نے کون سی راہ اختیار کی؟ کہاں پہنچے اور اب کہاں کھڑے ہو؟ خوف کی زندگی نہیں۔ آہ! کیا تمہارے حواس میں اختلال نہیں آگیا ہے؟ یہ خوف تم نے خود ہی فراہم کیا ہے۔ یہ تمہارے اپنے ہی اعمال کے پھل ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وقت نے تمہاری خواہش کے مطابق انگڑائی نہیں لی۔ بلکہ اس نے ایک قوم کے پیدائشی حق کے احترام میں کروٹ بدلی اور یہی وہ انقلاب ہے جس کی ایک کروٹ نے تمہیں بہت حد تک خوفزدہ کر دیا ہے۔ تم خیال کرتے ہو کہ تم سے کوئی اچھی شے چھن گئی اور اس کی جگہ بری شے آگئی۔ ہاں! تمہاری بے قراری اسی لئے ہے کہ تم نے اپنے تئیں اچھی شے کے لئے تیار نہیں کیا تھا اور بری شے کو ملجا وماویٰ سمجھ رکھا تھا۔ میری مراد غیر ملکی غلامی سے ہے۔ جس کے ہاتھوں تم نے مدتوں حاکمانہ طمع کا کھلونا بن کر زندگی بسر کی ہے۔ ایک دن تھا کہ جب کسی قوم کے قدم کسی جنگ کے آغاز کی طرف تھے اور آج تم اس جنگ کے انجام سے مضطرب ہو۔ آخر تمہاری اس عجلت پر کیا کہوں؟ کہ ادھر ابھی سفر کی جستجو ختم نہیں ہوئی اور ادھر گمراہی کا خطرہ بھی پیش آگیا۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم کو ہمارے سوا کوئی زیر نہیں کر سکتا۔ میں نے ہمیشہ کہا اور آج پھر کہتا ہوں کہ تذبذب کا راستہ چھوڑ دو۔ شک سے ہاتھ اٹھا لو اور بدعملی ترک کر دو۔ یہ تین دھار کا انوکھا خنجر، لوہے کی اس دودھاری تلوار سے زیادہ کاری ہے۔ جس کے گھاؤ کی کہانیاں میں نے تمہارے نوجوانوں کی زبانی سنی ہیں۔

یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے اس پر غور کرو۔ اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور پھر دیکھو کہ تمہارے یہ فیصلے عاجلانہ ہیں۔ آخر کہاں جارہے ہو اور کیوں جارہے ہو؟

یہ دیکھو مسجد کے مینار تم سے جھک کر سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا ہے؟ ابھی کل کی بات ہے کہ جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا اور آج تم ہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔ عزیزو! اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرو۔

جس طرح آج سے کچھ عرصہ پہلے تمہارا جوش وخروش بے جا تھا۔ اسی طرح آج یہ تمہارا خوف وہراس بھی بے جا ہے۔ مسلمان اور بزدلی، یا مسلمان اور اشتعال ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ مسلمان کو نہ تو کوئی طمع ہلا سکتی ہے اور نہ کوئی خوف ڈرا سکتا ہے۔

اگر دل ابھی تک تمہارے پاس ہیں تو اسے خدا کی جلوہ گاہ بناؤ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عرب کے ایک اُمی کی معرفت فرمایا تھا۔ ”جو خدا پر ایمان لائے اور اس پر جم گئے تو پھر ان کے لئے نہ تو کسی طرح کا ڈر ہے اور نہ کوئی غم۔“ ہوائیں آتی ہیں اور گذر جاتی ہیں۔ یہ صرصر سہی، لیکن اس کی عمر کچھ زیادہ نہیں۔ ابھی دیکھتی آنکھوں ابتلاء کا موسم گذرنے والا ہے۔ یوں بدل جاؤ جیسے تم پہلے کبھی اس حالت میں نہ تھے۔

میں کلام میں تکرار کا عادی نہیں۔ لیکن مجھے تمہاری تغافل کیشی کے پیش نظر بار بار یہ کہنا پڑتا ہے کہ تیسری طاقت اپنا گھمنڈ کا پشتارہ اٹھا کر رخصت ہو چکی ہے جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ سیاسی ذہنیت اپنا پچھلا سانچہ توڑ چکی ہے اور اب نیا سانچہ ڈھل رہا ہے۔ اگر اب بھی تمہارے دلوں کا معاملہ بدلا نہیں اور دماغوں کی چبھن ختم نہیں ہوئی تو پھر حالت دوسری ہے۔ لیکن اگر واقعی تمہارے اندر سچی تبدیلی کی خواہش پیدا ہوگئی تو پھر اس طرح بدلو۔ جس طرح تاریخ نے اپنے تئیں بدل لیا ہے۔ آج بھی کہ ہم ایک دور انقلاب کو پورا کر چکے ہیں۔ ہمارے ملک کی تاریخ میں کچھ صفحے خالی ہیں اور ہم ان صفحوں میں زیب عنوان بن سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم اس کے لئے تیار بھی ہوں۔

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم حاکمانہ اقتدار کے مدرسے سے وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرو اور کاسہ لیسی کی وہی زندگی اختیار کرو جو غیر ملکی حاکموں کے عہد میں تمہارا شعار رہا ہے۔ میں کہتا ہوں جو اجلے نقش ونگار تمہیں اس ہندوستان میں ماضی کی یادگار کے طور پر نظر آرہے ہیں وہ تمہارا ہی قافلہ لایا تھا۔ انہیں بھلاؤ نہیں۔ انہیں چھوڑو نہیں۔ ان کے وارث بن کر رہو اور سمجھ لو کہ اگر تم بھاگنے کے لئے تیار نہیں تو پھر تمہیں کوئی طاقت بھگا نہیں سکتی۔ آج زلزلوں سے ڈرتے ہو کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے۔ آج اندھیرے سے کانپتے ہو کیا یاد نہیں کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا۔ یہ بادلوں کے پانی کی سیل کیا ہے کہ تم نے بھیگ جانے کے ڈر سے پائنچے چڑھا لئے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے۔ پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو ان پر مسکرا دیئے۔ بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا۔ صرصر اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے کہا کہ تمہارا راستہ یہ نہیں ہے۔ یہ ایمان کی جانکنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے گریبانوں سے کھیلنے لگے اور خدا سے اس درجہ غافل ہوگئے کہ جیسے اس پر کبھی ایمان نہیں تھا۔

عزیزو! میرے پاس تمہارے لئے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے۔ وہی پرانا نسخہ ہے جو برسوں پہلے کا ہے۔ وہ نسخہ جس کو کائنات انسانی کا سب سے بڑا محسن لایا تھا۔ وہ نسخہ ہے قرآن کا یہ اعلان ”لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین“ آج کی صحبت ختم ہوگئی۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ میں اختصار کے ساتھ کہہ چکا۔ پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں اپنے حواس پر قابو رکھو۔ اپنے گرد وپیش اپنی زندگی خود فراہم کرو۔ یہ منڈی کی چیز نہیں کہ تمہیں خرید کر لا دوں۔ یہ تو دل ہی کی دکان سے اعمال صالحہ کی نقدی سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ والسلام!“

لیجئے! اب مولانا کی تقریر سن کر آپ ہم سب فارغ ہوئے تو اب پھر واپس چلتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ پر ایک افتراء کی حقیقت:

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم پر قادیانی پریس میں بڑے تواتر کے ساتھ یہ الزام شائع ہوتا رہا کہ:

۱...... مولانا آزادؒ مرزا قادیانی کی کتب سے متاثر تھے۔

۲...... مولانا آزادؒ مرزا قادیانی کے جنازہ ٹرین پر امرتسر سے بٹالہ تک ساتھ گئے۔

۳...... اخبار وکیل میں آپ کا مرزا قادیانی کی وفات پر تعزیتی مضمون شائع ہوا تھا۔

قادیانی ہزار بار تردید ہو جانے کے بعد برابر جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔ ان کا خمیر ہی جھوٹ سے اٹھایا گیا ہے۔ بار بار جھوٹ بول کر جھوٹ پر پکا ہو جانا قادیانی نبوت کی سرشت بد ہے۔ اس خوئے بد کی تفصیل لکھنا چاہیں تو پوری قادیانیت اس کی لپیٹ میں آجائے۔ وہ کون سی شخصیت ہے جس پر قادیانیت نے اپنے کذب کا طومار نہ باندھا ہو؟ قادیانیوں کی کذب بیانی سے اللہ رب العزت، رحمت عالم ﷺ، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، مفسرین، محدثین، ائمہ مجتہدین، اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اگر محفوظ نہیں رہے تو اور کون ہے جن کی نسبت مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے کذب صریح کا بہتان نہ تراشا ہو؟ کل کی بات ہے حضرت خواجہ غلام فریدؒ چاچڑاں شریف، علامہ اقبالؒ پر انہوں نے مرزائیت سے متاثر ہونے کے الزامات نہ صرف لگائے بلکہ آج تک کے قادیانی وہی پرانے قادیانیوں کے نکلے ہوئے کذب افتراء کے فضلے سے اپنے پیٹ بھر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی بروزی نبوت نے اس کذب کے بول وبراز سے نشوونما پائی ہے۔ کذب سے بھرپور ایک سوال قادیانی کریں۔ آپ اس کا جواب دے دیں۔ جو حقائق سے لبریز ہو۔ وقتی طور پر قادیانی چپ سادھ لیں گے۔ لیکن پھر موقع بموقع اسی کذب سے بھرپور سوال کا اعادہ کبھی ترک نہ کریں گے۔ حالانکہ سوال کرنے والے قادیانی کو معلوم ہوگا کہ اس کا یہ جواب شافی وکافی امت کی طرف سے دیا جا چکا ہے۔ کذب وافتراء سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا سارا کھیل اسی طرز پر کھیلا جا رہا ہے۔

(جاری ہے)

مسلمانوں کی محبت، آقائے مدنی ﷺ سے

شمس الحق ندوی

ربیع الاول کا آغاز ہو چکا ہے، وہی رحمت عالم، سراپا اخلاق ومحبت، فقیروں کے ملجا، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ، جو طائف کے نوجوان اوباشوں کی سنگ باری کے جواب میں بددعا کے بجائے یہ دعائیہ الفاظ:

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

کیا کسی پتھر دل کی آنکھوں سے اس سراپا رحمت کی زبان سے سن کر آنسو نہ ٹپک پڑیں گے؟ وہی جس کے جسم اطہر پر اس کعبہ کے اندر جس میں خود کفار مکہ کسی کو ستانا جرم سمجھتے تھے، عین سجدہ کی حالت میں اونٹ کی اوجھ رکھ کر سرداران قریش ان کی ہنسی اڑا رہے تھے، وہی جس نے اپنے جانی دشمن ابو سفیانؓ کو امان دے دی، وہی جس نے اپنے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کے اعضا کاٹ کر ہار بنا کے پہننے اور کلیجہ چبانے والی ہندہؓ کو معاف کردیا، وہی جس کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، وہی جو گالیاں سن کر دعائیں دیتا تھا، وہی جس نے مکہ چھوڑتے وقت کعبہ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا: ''مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔'' مدینہ پہنچ کر اپنے انصار اور مہاجر ساتھیوں سے ٹھہر جاتا اور اسلامی معاشرہ کی داغ بیل پڑتی، جس میں ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے، اس کے دکھ درد میں کام آتا ہے، پورا معاشرہ ایک جسم کی طرح ہوتا ہے، ہر ایک دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے اور اس کی دل داری کرتا ہے، اس معاشرہ میں وہ جو دوسروں کا مال اپنا مال سمجھتے تھے، اب وہ اپنا مال دوسروں کا مال سمجھنے لگے جن کو دن کی روشنی میں لوگوں کا مال لوٹ لینے میں باک نہ تھا وہ رات کی تاریکی میں شاہ ایران کا تاج زریں جو لاکھوں روپے کی مالیت کا تھا اپنے کمبل میں چھپا کر امیر کے پاس پہنچا دیتا ہے۔

اس معاشرہ میں شریفانہ انسانی خصائل کا چلن ہوا، پاکیزہ سیرت وکردار اور پیار ومحبت کی ایسی بہار آئی کہ حقوق طلبی کے بجائے فرض شناسی اور حرص ولالچ کے بجائے ایثار کا ایسا شوق وجذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ:

''یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ.''

ترجمہ: ''خواہ وہ کتنے ہی ضرورت مند ہوں، دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں۔''

یہ سب کچھ کرشمہ تھا، اس رحمت عالم کی ان قربانیوں، صبر وضبط، حلم وبردباری اور انسانیت کی چارہ سازی کے لئے گھربار، کنبہ وخاندان سب کچھ قربان کردینے کا اور شرک وبت پرستی میں ڈوبی دنیا میں اس صدا کا کہا:

''یا ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا.''

ترجمہ: ''لوگو! کہہ دو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں کامیاب ہو جاؤ گے۔''

''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ O وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ.'' (الذاریات:۵۰،۵۱)

ترجمہ: ''سو بھاگو اللہ کی طرف، میں تم کو اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر اور مت ٹھہراؤ اللہ کے سوا اور کسی کو معبود، میں تم کو اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

کفار قریش نے اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، ان کی دعوت کے عام ہوجانے اور عالمی پیمانے پر دنیائے انسانیت میں اس زبردست تبدیلی کے باوجود جس میں صدیوں کی دکھی انسانیت کو سکون وچین نصیب ہوا اور کہنے والے نے کہا:

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

اس سے عداوت و دشمنی کا سلسلہ ان پوری ساڑھے چودہ صدیوں میں برابر جاری رہا، نئے نئے ابولہب وابوجہل آتے رہے ہیں:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

لیکن اس جان بہاراں کے فدائیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا، وہ اس کی محبت وفدائیت میں سرشار رہتے ہیں، اپنی بہت سی کوتاہیوں کے باوجود یہ کہنے میں ان کو باک نہیں ہوتا کہ:

جان چاہو جان لے لو مال چاہو مال دوں گا
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ وجلال دوں گا

کوئی اس طرح اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتا ہے:

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابتؓ نے کہا تھا:

ان ابی ووالدہ وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

ترجمہ: ”ہماری عزت، ہمارے باپ دادا کی عزت سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو کے لئے ڈھال ہے۔

یہی وہ جذبہ محبت ہے جس کی دبی ہوئی چنگاری اپنے وقت میں بھڑک کر اس کو شعلۂ جوالہ بنا دیتی ہے اور ”لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین“ کا کرشمہ سامنے آ جاتا ہے، یعنی تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں جب تک میں اس کو اس کے مال واولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے لئے اولاد سے زیادہ اپنی محبت کو شرط ٹھہرایا ہے، اور مجھے تامل ہے کہ کیا واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری محبت میری اولاد سے بڑھ کر ہے؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا: یقیناً اولاد سے بڑھ کر ہے، پھر ان سے پوچھا اگر تمہارا لڑکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (نعوذباللہ) بے ادبی کے الفاظ استعمال کرے یا برا بھلا کہے تو کیا کرو گے؟ وہ صاحب کہنے لگے کہ: اگر اس نے ایسا کہا تو میں اسے ذبح کر ڈالوں گا، حضرت تھانویؒ نے فرمایا: تمہاری یہ بات دلیل ہے کہ تمہارے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمہاری اولاد سے بڑھ کر ہے۔

آقائے مدنی کے عاشقوں کی زبان بھی اس طرح کھلتی ہے اور عشق ومحبت کے ترانے اس طرح فضا میں گونجتے ہیں:

ذکر اس کا ہے باچشم پرنم
نازاں ہے جس پر تاریخ آدم
ایماں مطلق ارشاد محکم
نور مجسم جان دو عالم
ابھرا ہے جب سے ہستی کا تارا
طوفاں بکف عالم ہی سارا
بے سود کشتی چھوٹا کنارا
ختم رسل کا بس ایک سہارا

کوئی محبت کے نغمے اس طرح گاتا ہے:

اے کہ ترا جمال ہے زینت محفل حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں تیرے حسن کی زکوۃ
تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ
اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشم کائنات

کوئی اپنی تمنا اور محبت اس طرح بیان کرتا ہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

یہ مشہور شاعر شہیدی کا شعر ہے۔ سابق ناظم ندوۃ العلماء مولانا حکیم عبدالحی حسنی رائے بریلویؒ اپنی کتاب ”گل رعنا“ میں لکھتے ہیں کہ وہ حج ادا کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے تو راستہ ہی میں بیمار پڑ گئے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے روضۂ اطہر نظر آتا تھا، ایک حسرت ناک نظر اس پر ڈالی اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

اب جب کہ ذات نبوی سے مسلمانوں کے اس عشق ومحبت کی ایک ہلکی تصویر سامنے آ گئی ہے تو ہم اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ گزرے ہوئے دنوں میں ہم نے اپنے محبوب کی اداؤں اور سنتوں کو کہاں تک اپنایا؟ اور اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے؟ اگر کوتاہیاں نظر آتی ہیں اور ہم بھول چوک یا رسم ورواج کے شکار ہوئے ہیں تو اب اس نئے سال سے زندگی کا سفر کس طرح جاری رکھنا ہے؟ ہمارے گرد وپیش کی بگڑی ہوئی دنیا کے حالات ہم سے کس بات کا تقاضا کر رہے ہیں، ان حالات میں اپنے محبوب کے ارشاد کی روشنی میں کہ: ”من احیاء سنتی عند فساد امتی فلہ اجر ماۃ شہید“... جس نے میری امت میں بگاڑ کے وقت میری سنت کو زندہ کیا، اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا.....

سوچیں کیا ہم اپنی زندگی میں تبدیلی لانے اور معاشرہ میں اس صدا کو بلند کرنے کا عزم وحوصلہ پاتے ہیں؟

☆☆..........☆☆

گلوں کو خار سمجھا جا رہا ہے

مولانا خالد فیصل ندوی غازی پوری

گلوں کو خار سمجھا جا رہا ہے
تبسم عار سمجھا جا رہا ہے
وہی ہے آفت دل، دشمن جاں
جسے دل دار سمجھا جا رہا ہے
زمانے سے جو مار آستیں ہے
اسے اب یار سمجھا جا رہا ہے
چمن کی زندگی ہوں اور مجھ کو
چمن برباد سمجھا جا رہا ہے
خزف ریزہ خزف ریزہ ہے لیکن
دُر شہسوار سمجھا جا رہا ہے
ہزاروں بجلیاں جس کا مقدر
اسے گلزار سمجھا جا رہا ہے
ہمارے شہر کے کشکول زادے
انہیں خوددار سمجھا جا رہا ہے
مسیحائی جنہیں دی ہے خدا نے
انہیں خوددار سمجھا جا رہا ہے
بہاراں میں جو کام آئے ہیں فیصل
انہیں غدار سمجھا جا رہا ہے

برداشت

مولانا حافظ گلزار احمد آزاد

آج کا دور جہاں علم، روشنی، سائنسی ایجادات اور نئے نئے انکشافات کا دور ہے وہاں آج کا دور مسائل کا بھی دور ہے ہماری معاشرتی زندگی گوناگوں مسائل کا شکار ہے ہر دن بلکہ ہر لحہ نئے نئے مسائل اور پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہے معاشی، سیاسی، سماجی پریشانیاں اپنی جگہ معاشرتی یعنی معاشرہ میں رہنے سہنے کے لاتعداد مسائل نے زندگی مشکل بنادی ہے حوصلہ، برداشت، تحمل تو یوں لگتا ہے کہ ہماری معاشرتی زندگی سے کب کا رخصت ہو چکا ہے چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھوں تک سب عدم برداشت کے عادی بنتے جا رہے ہیں، چھوٹی سی بات سے تیخ پا ہوجاتے ہیں پارہ چڑھ جاتا ہے، مرنے مارنے پر بات آجاتی ہے اگر کوئی انہیں سمجھانے کی کوشش کرے تو اس کا کامیاب ہونا اتنا آسان نہیں۔

ایک نوجوان ظاہراً پڑھا لکھا بھی لگتا تھا گاڑی چلا رہا تھا، سٹلائیٹ ٹاؤن مارکیٹ میں موٹر سائکل کی سائیڈ لگ گئی اس نوجوان نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، گاڑی سے اترا اور اس شخص سے الجھ پڑا، بات بڑھی گاڑی سے پستول نکالا فائر کردیا اتنی سی بات پر قتل ہوگیا، نہ معلوم کہاں کہاں ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اس قسم کے سانحات سے ہمارا ملک بھرا پڑا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ہمیں معاشرہ کا ایک مفید رکن بن کر انسانیت کی خدمت اور بہتری کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے غیظ و غضب میں کئے گئے فیصلے اکثر صحیح نہیں ہوتے اسی لئے حدیث میں ہے کہ قاضی (جج) کو بھی فیصلہ غصے کی حالت میں نہیں کرنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غصے سے آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں اور رگیں پھول جاتی ہیں، کیونکہ شیطان آگ کی چنگاری سے بنا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج بھی ارشاد فرمایا کہ: ''جس کو غصہ آئے وہ فوراً وضو کرلے تو غصہ کافور ہوجائے گا، کیونکہ پانی سے آگ بجھ جاتی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی باہمی باتیں کرتے کرتے الجھ پڑے، ان میں سے ایک آدمی کو اتنا غصہ آیا کہ آنکھیں لال ہوگئیں اور رگیں پھول گئیں، اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا، پھر فرمایا کہ مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ آدمی اس کو کہہ لے تو غصہ جاتا رہے، وہ کلمہ ہے: ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم'' جس کا معنی ہے کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے یعنی غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور میں شیطان سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، اللہ کی پناہ میں آکر میں شیطان سے محفوظ ہوجاؤں گا، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس نے دوبارہ کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے، فرمایا: غصہ نہ کیا کر، اس نے اسے معمولی سمجھا، تیسری مرتبہ پھر عرض کی کہ مجھے نصیحت کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر، حدیث میں ہے کہ پھر اس نے کہا کہ جب میں نے اس پر غور کیا تو معلوم ہوا غصہ حقیقت میں ساری برائیوں کی جڑ ہے، قرآن پاک میں اللہ کے پسندیدہ لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: ''والکاظمین الغیظ و العافین عن الناس''... کہ وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں... ایک مرتبہ حضرت علی بن حسینؓ المعروف زین العابدین کی باندی برتن میں کوئی چیز حضرت کو پیش کرنے لگی کہ برتن ہاتھ سے چھوٹ گیا جس سے آپؒ کے کپڑے خراب ہوگئے، ظاہر ہے ایسی حالت میں غصہ آنا ایک فطری بات ہے، باندی نے جب آپؒ کو غصے والی کیفیت میں دیکھا تو فوراً قرآن کے ان مقدس الفاظ کی تلاوت شروع کردی: ''والکاظمین الغیظ'' سنتے ہی حضرت کا غصہ تھم گیا، اس نے پڑھا: ''والعافین عن الناس'' فرمایا: جا: ''میں نے تجھے معاف کردیا۔'' باندی کچھ سیانی سمجھدار تھی اس نے سوچا کہ لوہا گرم ہے ایک اور ضرب لگ جائے تو کام بن جائے گا غصہ تو فرو ہوگیا ہے اور مجھے معافی بھی مل گئی ہے، آگے اس نے پڑھ دیا: ''واللہ یحب المحسنین'' کہ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو حضرت زین العابدین نے مسکرا کر فرمایا: ''جا میں نے اللہ کی رضا کے لئے تجھے آزاد کردیا ہے۔''

ہمارے اکابر اپنے حاسدین و معاندین کی دل کو جلا دینے والی باتوں سن کر بھی برداشت سے

کام لیتے، نہ بگڑتے نہ غصے میں آتے، بلکہ بڑے تحمل و حوصلہ کے ساتھ ان کو خوبصورت جواب دیتے کہ وہ مبہوت ہوئے بغیر نہ رہتے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک کافر سے خوب مقابلہ رہا حتیٰ کہ آپ نے اسے پچھاڑ دیا زمین پر گرا کر اس کے اوپر بیٹھ گئے اس سے اور کچھ نہ ہوسکا تو اس نے حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا، اس کی اس بھونڈی اور غصہ دلانے والی حرکت پر حضرت علیؓ غصہ میں آنے کی بجائے اسے چھوڑ کر الگ ہوکر کھڑے ہوگئے اس نے پوچھا: ''تو عجیب آدمی نکلا اتنی دیر میرے ساتھ لڑتا رہا اور جب مجھے گرانے میں کامیاب ہوگیا تو چھوڑ کر الگ ہوگیا۔'' فرمایا: ''میں نے تجھ سے اللہ کی رضا کے لئے مقابلہ کیا اب جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو یہ میرا ذاتی مسئلہ بن گیا، اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔'' اسی لئے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو اپنے مدمقابل کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پالے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے کسی حاسد نے آپؒ کے نسب پر اعتراض کیا، آپؒ نے فرمایا: ''میری ماں کے نکاح کے گواہ ابھی زندہ ہیں۔'' ایسی بات کو برداشت کرجانا، کتنے بڑے حوصلے کی بات ہے ایسے صابر شاکر لوگ صرف اپنوں کے ہی نہیں بلکہ دشمنوں کے دلوں کو بھی فتح کر لیتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ایک اور محلے دار آپ کو خواہ مخواہ تنگ کرتا اوچھی حرکات سے دق کرتا وہ آپ کو کچھ دنوں سے نظر نہ آیا کسی سے اس کے بارے میں پوچھا تو پتا چلا کہ اسے پولیس پکڑ کر لے گئی ہے، اب اسے پولیس سے چھڑوانے کے لئے بھلا کس نے آنا تھا کیونکہ وہ پورے علاقے میں اپنی بری حرکات کی وجہ سے بدنام تھا۔ امام صاحبؒ پولیس اسٹیشن گئے، اس کی سفارش کی کہ اسے چھوڑ دیں ٹھیک ہوجائے گا اور اسے میرا نہ بتانا، بیچارہ شرمندہ ہوگا، پولیس نے چھوڑ دیا اسے کسی نہ کسی طرح پتہ چل گیا کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے چھڑوایا ہے، ان کے پاس حاضر ہوا اپنی سابقہ تمام حرکات پر معافی مانگی آئندہ کے لئے توبہ تائب ہوکر شریف انسان بن گیا۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے جب لاہور میں ایک دور افتادہ چھوٹی سی مسجد لائن سبحان خان میں درس قرآن کا آغاز کیا تو چونکہ لاہور کا ماحول شرک و بدعات اور رسومات کے رنگ میں رنگا ہوا تھا تو پھر خالص توحید اور پھر قرآنی دوٹوک واضح غیر مبہم بے لچک عقیدۂ توحید کی وضاحت اور شرک کی کھلی مذمت کیسے ہضم ہوسکتی تھی؟ ایک شورش بپا ہوگئی لوگوں نے وہابی گستاخ رسول، جیسے الزامات لگا کر ماحول میں تناؤ پیدا کردیا اور پھر جب ایک آدمی بابو رحمت اللہ کو حضرت کے قتل کے لئے بھی تیار کرلیا، اس نے وار کرنے سے قبل ہدف کو پہچاننے کے لئے آپؒ کے درس میں شمولیت کی، جب اللہ کا سچا کلام سنا سمجھا اور قرآن کی روشنی میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور آپ کی رفعت شان بڑے سادہ اور سہل انداز میں سماعت کی تو دل کی گہرائیوں سے اپنے عزائم اور جرائم سے تائب ہوکر واپس گیا، مخالفین و معاندین حضرت لاہوریؒ سے کہنے لگا: ''تم نے تو مجھے کہا تھا کہ وہ گستاخ رسول ہے اور میں نے زندگی میں ایسا عاشق رسول نہیں دیکھا، اس نے جس انداز میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے کم از کم میں نے آج تک نہیں سنی تھی۔'' آیا تو دشمن بن کر بلکہ قاتل بن کر اب ایسا گھائل ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان ہی کا ہوکر رہ گیا۔ ☆☆

سانحہ پشاور تاریخ کا سیاہ ترین واقعہ اور بزدلانہ کاروائی ہے، بچوں کو شہید کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں، واقعہ میں ملوث افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے: علماء کرام

لاہور (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مبلغین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے پشاور میں آرمی پبلک اسکول کے بچوں اور اساتذہ پر دہشت گردوں کی سفاکانہ کارروائی کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں نے پاکستان کے دل پر وار کیا اور ڈیڑھ سو معصوم بچوں کو خون میں نہلا دیا ہے۔ سانحہ پشاور تاریخ کا سیاہ ترین واقعہ اور بزدلانہ کاروائی ہے، بچوں کو شہید کرنے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں معصوم بچوں پر ظلم و تشدد کرنے والے انسانیت کے بدترین دشمن ہیں، ایسی ظالمانہ کارروائیاں کرنے والے عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ سانحہ پشاور دہشت گردی کا بدترین واقعہ ہے۔ سانحہ میں ملوث افراد کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے علماء کرام نے کہا کہ پشاور واقعہ کی آڑ میں دینی طبقہ، مدارس اور مساجد کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کرکے بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے جسے کوئی بھی مسلمان بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ مساجد، مدارس اور علماء کرام نے ہمیشہ امن و محبت کا پیغام دیا ہے، ان کا تخریب کاری اور دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ مساجد اور مدارس شعائر اللہ میں سے ہیں ان کا ادب و احترام کرنا سب مسلمانوں پر ضروری ہے۔ بچوں کی حفاظت نہ کرنے والوں کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ پشاور واقعہ ملکی سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہے، ایسا کرنے والے وحشی درندوں سے بھی بدتر ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ اسلام بچوں پر حملہ کرنے کی بالکل اجازت نہیں دیتا، یہ ایک غیر انسانی فعل ہے جسے کسی بھی صورت برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ معصوم بچے ہمارے ملک کے مستقبل کے معمار ہیں، حکومت تعلیمی اداروں کی حفاظت یقینی بنائے۔ سانحہ پشاور نے پوری قوم کو مغموم اور کرب میں مبتلا کردیا ہے، سانحہ پشاور ملک و ملت کے خلاف گہری سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک عزیز میں بدامنی پھیلانے والے اور معصوم بچوں اور بے گناہوں کو قتل کرنے والے لوگوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

تحریکِ ختمِ نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۱۲

مسعود ساحر

اسٹیٹ بینک بلڈنگ میں قادیانیوں کے خلاف آخری معرکہ پورے جوش اور دلائل کی تیغ آبدار کے ساتھ جاری ہے اور سپاہِ کفر کی مسلسل پسپائی اپنی کہہ مکرنیوں کے ساتھ جاری ہے۔ اس طرف آنے سے قبل لازم ہے کہ اپنے مرشد زادے کی طرف سے ملنے والی سندِ فضیلت پر اظہار تشکر کیا جائے۔ میں برادر بزرگ محترم ولی رازی کی اس تحریر پر بے حد مسرور ہوں، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی ترویج اور سربلندی کے لئے زندگی کے شب و روز وقف کرنے والے اس خانوادے کے ایک ایک فرد کو جس عزت اور احترام کے لائق دنیا بھر میں پہلے مسلمان سمجھتے ہیں، وہ اپنے کردار و عمل سے اس کے جائز طور پر مستحق بھی ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ کے نامور فرزند کے قلم سے میری کوشش پر مبارکباد اور ''حب رسول سے لبریز قلب'' کی سند میرے لئے آخرت کا توشہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کا اہل بنا دے۔ ختم نبوت کے حوالے سے بہت سا قیمتی مواد میرے پاس ہے اور ''امت مسلمہ کا موقف'' محترم محمد علی صدیقی مبلغ ختم نبوت نے ازراہ کرم فراہم کر دی ہے۔ محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب بھی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں اور بہت سے آشنا اور ایسے ناآشنا قارئین سے محض ''امت'' کے توسط سے رابطہ ہے۔ وہ بھی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں، خطوط کے ذریعے اور ایس ایم ایس کے ذریعے بھی۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، جس نے مجھے یہ توفیق بخشی۔ میں اپنے تمام بزرگوں، دوستوں اور قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ رہ گیا محترم ولی رازی صاحب کا یہ مشورہ کہ یہ سب کچھ کتابی صورت میں بھی افادۂ عام کے لئے آنا چاہئے۔ سو اس کے لئے برادر محترم عبدالرفیق افغان ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

آیئے رزم گاہ میں چلتے ہیں، یہاں علمائے کرام کی معاونت سے اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار، انگریز کے خود کاشتہ پودے کی جڑیں کھود رہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: ''میں جو سوال دریافت کر رہا ہوں اور جواب میں آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس کے مطابق آپ کا اسلام سے تعلق اور تصور جدا ہو گیا، اسی طرح نبیؐ سے متعلق بھی آپ کا تصور اور عقیدہ مختلف ہو گیا، پھر ۴۹ء میں مرزا بشیر نے اپنے خطبے میں کہا کہ دشمن ہمارا شکار ہے، یہ دشمن کون ہے؟''

مرزا ناصر: ''ہندو، عیسائی اور دہریے بھی شامل ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''۴۷ء میں پاکستان بن گیا، پھر کسی عیسائی یا ہندو میں ہمت نہ تھی کہ پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی کی جرأت کرے۔''

مرزا ناصر: ''پاکستان بننے کے بعد بھی غیر مسلموں سے ہمارا جہاد تھا۔''

اٹارنی جنرل: ''کوئی خاص واقعہ بتا سکتے ہیں، کسی تقریر، کسی بیان، کسی تحریر میں عیسائیوں نے کوئی ایسی بات کی، جس کے جواب میں مرزا بشیر نے یہ کہا؟''

مرزا ناصر: ''پوری صدی میں وہ اسلام کے خلاف کہتے رہے۔''

اٹارنی جنرل: ''پہلی صدی میں جو بات کی گئی اس کا جواب ۴۹ء میں دے رہے ہیں؟''

چیئرمین: ''اٹارنی جنرل کا سوال ہے کہ خطبہ دینے کی فوری وجہ یا سبب کیا تھا؟''

اٹارنی جنرل: ''آپ کوئی خاص واقعہ بتا سکتے ہیں؟''

چیئرمین: ''جواب عام قسم کا نہ ہو، بلکہ خاص طور پر اس سوال کا جواب ہو۔''

مرزا ناصر: ''جواب یہ ہے کہ پورے پونے چودہ سو سال کا عرصہ ہے، دشمن نے مخالفت کی۔''

اٹارنی جنرل: ''کسی قادیانی کا شعر سناتے ہیں، جس میں کفر بیان کیا گیا ہے (میں اسے نقل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا، میں پہلے عرض کر چکا ہوں، اس معاملے میں جرم ثابت کرنے کی خاطر عدالت میں وکیل کفریہ جملے یا اشعار دہرا سکتا ہے۔ ''نقل کفر، کفر نہ باشد'' کا استثنائی اصول ہما شما کے لئے نہیں ہے)۔

اٹارنی جنرل: ''یہ شعر البدر میں چھپا، مرزا زندہ تھا، اس نے اس پر جزاک اللہ کہا۔''

مرزا ناصر: ''نتیجتاً ۱۹۱۱ء میں شاعر نے خود اپنی نظم سے ان اشعار کو نکال دیا۔''

اٹارنی جنرل: ''کون سے شعر؟'' مرزا ناصر: ''وہی۔''

اٹارنی جنرل: ''وہ کون ہے؟ ذرا پڑھ دیں۔'' پھر مرزا ناصر وہ اشعار پڑھتا ہے۔

اٹارنی جنرل: ''۱۹۱۱ء میں یہ اشعار نظم سے نکالے، مگر مرزا غلام قادیانی کے مرنے کے بعد، جبکہ مرزا نے ان اشعار کو پسند کیا اور خوش ہوئے؟''

مرزا ناصر: ''ہمارے ریکارڈ میں نہیں کہ بانی سلسلہ نے اس نظم کو پڑھا ہو۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کے اخبار الفضل میں شاعر اکمل کہتا ہے کہ میں نے یہ اشعار مرزا صاحب کی موجودگی میں پڑھے اور وہ (مرزا صاحب) خوش ہوئے اور جزاک اللہ کہا؟''

مرزا ناصر: ''الفضل، ہمارا اخبار نہیں، جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کا نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''جماعت احمدیہ کا اخبار؟''

مرزا ناصر: ''جماعت کا بھی نہیں، بلکہ جماعت احمدیہ کی ایک تنظیم کا ہے!''

اٹارنی جنرل: ''الفضل ان کی آواز اور ان کی رائے دیتا ہے۔''

مرزا ناصر: ''یہ خلیفہ کی آواز نہیں، الفضل جماعت کا اخبار نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''یہ تو بڑا اچھا ہے۔ آپ ایسا کہہ دیں ہم تو سارا جھگڑا ہی الفضل سے کر رہے ہیں۔''

مرزا ناصر: ''بالکل نہیں جماعت کا، پھر تو سارا جھگڑا ہی ختم ہوگیا۔''

اٹارنی جنرل: ''کس جماعت کا ہے؟''

مرزا ناصر: ''کسی جماعت کا نہیں!''

اٹارنی جنرل: ''ڈان ۱۹۴۱ء میں شروع ہوا، ساری دنیا کہتی تھی کہ یہ مسلم لیگ کا ہے۔ ''جسارت'' دنیا کہتی ہے کہ جماعت اسلامی کا ہے۔ ''مساوات'' ساری دنیا کہتی ہے کہ پیپلز پارٹی کا ہے۔ یہ الفضل کس جماعت کا ہے؟''

ناصر ناصر: ''کسی کا ہو، میرا نہیں ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ کی جماعت کی آواز؟''

مرزا ناصر: ''وہ نہ میری جماعت کا ہے اور نہ میری آواز ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''سوچ لیں، کل آپ کی جماعت کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے یہ جواب دیا ہے پھر؟ کیا وہ آپ کی آواز کو توڑ مروڑ کر نقل کرتا ہے؟''

مرزا ناصر: ''کاتب غلطیاں کرتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''کاتب کی غلطی اور توڑ مروڑ، دونوں باتیں جدا ہیں؟''

مرزا ناصر: ''توڑ مروڑ بن جاتا۔''

اٹارنی جنرل: ''الفضل میں ہے کہ مرزا غلام احمد یہ شعر سن کر خوش ہوئے اور جزاک اللہ کہا؟''

مرزا ناصر: ''قاضی اکمل نے یہ کہا، لیکن ہمارے ریکارڈ پر نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''الفضل میں جو کچھ شائع ہوا، وہ جھوٹ تھا؟''

مرزا ناصر: ''جھوٹ کہا، جو مرضی کہہ لیں، ہماری تاریخ نے اس واقعے کو کہیں ریکارڈ نہیں کیا، قاضی اکمل بوڑھا ہوگیا، پتہ نہیں کیا کہہ دیا۔''

اٹارنی جنرل: ''الفضل قادیان نے ریکارڈ کیا کہ اکمل مرزا صاحب یعنی اپنے نبی کے متعلق کہتا ہے کہ وہ موجود تھے، انہوں نے جزاک اللہ کہا، کیا کوئی احمدی اسے بھول سکتا ہے؟''

مرزا ناصر: ''مرزا صاحب خود کہتے ہیں کہ کوئی شعر کہتا رہتا ہے، مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ میں اپنے کام میں مشغول ہوتا ہوں، میں سوچ میں لگا ہوا تھا، میں نے کچھ سنا ہی نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''سنا اور جزاک اللہ کہا، خوش خط لکھوا کر گھر لے گئے، اچھا یہ بتائیں کہ البدر آپ کی جماعت کا اخبار تھا یا نہیں؟''

مرزا ناصر: ''وہ بھی نہیں تھا۔''

اٹارنی جنرل: ''الفضل آپ کی جماعت کے کس شعبہ کا ہے؟ تاکہ ریکارڈ پر آجائے۔''

مرزا ناصر: ''صدر انجمن احمدیہ اس کی نگرانی کر سکتی ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''اسے کون سپورٹ کرتا ہے؟''

مرزا ناصر: ''وہ خود کفیل ہے، اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ میرے سوال کا جواب نہیں دے رہے؟''

مرزا ناصر: ''میں سمجھا نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''کوئی کمپنی ہے؟''

مرزا ناصر: ''کوئی کمپنی نہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''پیسہ کس نے لگایا، ڈیکلریشن کس نے حاصل کیا؟''

مرزا ناصر: ''یہ پرانی ہسٹری ہے۔ خلیفہ ثانی نے اسے شروع کیا، خلیفہ اول کے زمانے میں ذاتی سرمایہ لگایا، پھر صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا۔''

اٹارنی جنرل: ''اگر الفضل میں کوئی غلط بات شائع ہو جائے تو آپ پوچھتے ہیں؟''

مرزا ناصر: ''یہ تحقیقی معاملہ ہے، اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔''

اٹارنی جنرل: ''آپ اسے ہدایت کر سکتے ہیں، کہ یہ چیز جماعت احمدیہ کے خلاف ہے، اسے درست کریں۔''

مرزا ناصر: ''وہ تو اور بات ہے۔''

اٹارنی جنرل: ''کوئی فرم ہے، کمپنی ہے، ٹرسٹ ہے؟''

مرزا ناصر: ''کچھ بھی نہیں۔''

(جاری ہے)

تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

خان محمد

عبدالمجید لدھیانوی

عبدالرزاق اسکندر

محمد اعجاز مصطفی

محمد اسحاق مصطفی

تاریخ: 11 جنوری 2015 بروز اتوار بعد نماز عشاء

متصل جامع مسجد باب الرحمت گلشن حدید، فیز 2 بن قاسم کراچی

اللہ وسایا

محمد الیاس گھمن

محمد رفیق جامی — فیصل آباد

قاضی احسان احمد

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع ملیر کراچی

0333-3619246
0321-2656796

فیصل

معجون قوت دماغ زعفرانی

32 اجزاء سے تیار کردہ

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے آزمودہ نسخہ

- ذہنی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- نظام ہضم کی درستگی، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- موسم اور ہر عمر کی خواتین و حضرات میں یکساں مفید
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- مسلسل استعمال بھرپور جوانی کی ضمانت

قیمت -/1200 روپے وزن 600 گرام

قیمت -/650 روپے وزن 300 گرام

اجزائے معجون

پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک فری هوم ڈلیوری

0314-3085577

فیصل عرقِ نایاب

قیمت 1200 روپے 2 لیٹر

موٹاپا، گیس، بدہضمی اور بڑھے ہوئے پیٹ کا مکمل علاج

فیصل عرق نایاب 100% انتہائی مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

فیصل عرق نایاب کے فوائد

- موٹاپا کو مکمل ختم کر کے جسم سے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔
- چہرے کے کیل مہاسے، چھائیاں، پھوڑے، پھنسیوں کا قدرتی علاج۔
- جگر، معدہ، آنتوں کی سوزش، قبض، گیس، جلن، بدہضمی، کھٹی ڈکاریں

4 سے 7 کلو وزن کم کریں

پاکستان بھر کے تمام بڑے شہروں میں

فری هوم ڈلیوری 0314-3085577

Faisal Foods® فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراونڈ سپلیز کالونی فیصل آباد

قادیانیت کے خلاف اُمتِ مُسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

(۳ جلدیں)

تحقیق و تخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

تحقیق و تخریج

زیرِ نگرانی

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذُریت کے کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں، تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

★ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات و مُبلغین کے لئے معین و مددگار
★ دار الافتاء اور لائبریری کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
★ عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرِ ورق
★ علماء وطلبہ اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

شائع کردہ: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی

021-32780337, 021-34234476

اسٹاکسٹ

مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115502